تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم   ۲۳ جولائی ۱۹۹۷ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

ماہ ربیع الاول ہمیں مسرت کا پیغام ہی نہیں، دعوت فکر بھی دیتا ہے!

ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیغام عام ہوتا ہے۔ تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں، اسی کے تذکرے میں اور اسی کی محبت کی لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔ پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے عشق و شیفتگی کے لئے رب السموات والارض کے محبوب کو چنا اور کیا پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین و رحمت للعالمین کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج ہو جائیں، مگر کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ یہ کون ہے جس کی ولادت کے تذکرے میں تمہارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیغام ہے؟

آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیام ہے کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں کیونکہ اسی مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کے اندھیاروں کو دور کرنے کیلئے چراغ نہیں ڈھونڈتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ! تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ! تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے۔

کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر کی مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کیلئے دنیا کچھ نہ سنتی مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی۔ تمہارے دل کی بستی نہ اجڑتی۔ تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا۔ تمہاری زبانوں سے نہیں تمہارے اعمال حسنہ سے اسوۂ حسنہ نبوی کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو مگر تم نے اس مقصد کو فراموش کر دیا ہے جس کیلئے وہ آیا تھا۔

یہ ماہ اگر خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لئے کہ اسی مہینے میں دنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

(مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک یادگار تحریر)

قیمت : ۲ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

دہشت گردی

یوں تو ہمارے مسائل سردست کافی ہیں مگر سب سے اہم' تکلیف دہ' خوفناک اور فوری توجہ طلب مسئلہ دہشت گردی ہے۔ جوں جوں گولڈن جوبلی کا دن قریب آ رہا ہے توں توں دہشت گردی کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ یہ اب بین الاقوامی سطح پر بھی موضوع گفتگو بنا ہے۔ غیر ملکی میڈیا سے بعض ٹیمیں چیدہ چیدہ شخصیات کے انٹرویو ریکارڈ کرنے کے لئے پاکستان پہنچی ہیں۔ یہ لوگ گولڈن جوبلی کے مختلف پہلوؤں پر بات کرنے کے علاوہ دہشت گرددی کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں۔ وہ یہ بات کہہ کر بات کو آگے بڑھاتے ہیں کہ ایک مسلمان کا غیر مسلم سے مذہبی اختلاف تو کسی حد تک سمجھ میں آتا ہے اور اس کا عملی اظہار جو بسا اوقات اسرائیل' امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں دیکھنے کو آتا ہے اس کے بارے میں مسلم دہشت گرد کوئی نہ کوئی جواز پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر پاکستان میں مسلمان کی مسلمان کے خلاف دہشت گردی کیونکر ہے؟ جس سے جیسا بن آئے غیر ملکی صحافیوں کے سوالات کا جواب دے دیتا ہے مگر اپنے تئیں ضروری ہے کہ درپیش حالات و واقعات کا سنجیدگی سے تجزیہ کیا جائے تاکہ اس ناسور سے چھٹکارا نصیب ہو۔

بدامنی کی موجودہ لہر اگرچہ پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے تاہم پنجاب اور کراچی اس کی شدید لپیٹ میں ہیں۔ پنجاب میں دہشت گردی کا ذریعہ فرقہ واریت ہے جبکہ کراچی میں یہ ایم کیو ایم کے اندرونی بگاڑ کا معاملہ ہے۔ دونوں مقامات پر دہشت گردی کا ڈھنگ اس قدر واضح ہے کہ شک کی ذرا بھر گنجائش نہیں۔ وطن عزیز کے بدخواہ عناصر' اندرونی یا بیرونی' ملکی ہوں یا غیر ملکی' ان کے ہاتھ میں یہ ایسے کار آمد ذرائع (Channels) آئے ہیں کہ انہیں باآسانی استعمال (exploit) کیا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں ذرائع ہمارے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ فرقہ واریت کی بنیاد مدتوں پہلے اس وقت رکھی گئی جب سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کی فرقہ نواز تنظیمیں معرض وجود میں آئیں' "حق چار یار"۔ "کافر کافر شیعہ کافر" اور "نفاذ فقہ جعفریہ" کے نعرے جلی حروف میں سڑکوں' پبلک مقامات اور گلی کوچوں کی دیواروں پہ لکھے گئے اور ان تنظیموں کے اکا دکا رہنماؤں کا قتل شروع ہوا۔ کہاں گئی تھی امت مسلمہ کی اخوت کا پرچار کرنے والے علماء کرام کی اس وقت بصیرت' کیا ہوا سورۂ آل عمران کے گیارھویں رکوع کا درس قرآن دینے والے شیخ القرآن حضرات کے احساس ذمہ داری کو' کہاں گئی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی دور اندیشی' اور برسراقتدار حکومتوں کی مت کیوں ماری گئی کہ مستقبل کے اس ممکنہ ناسور کا اندازہ نہ لگا سکے اور اگر اندازہ تھا تو اس کا تدارک نہ کر سکے۔ عدم توجہی بلکہ سنگین غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرقہ واریت کا وہ پودا جس کی تازہ کونپلیں برسوں پہلے نظر آئیں تھیں آج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ کاش ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل اور ضابطہ اخلاق کا مرتب کرنا اس وقت سوجھا ہوتا تو آج حالات یکسر مختلف ہوتے۔ سینکڑوں مسلمان' مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے شاید بچ جاتے' مساجد پر پہرے دار بٹھانے کی نوبت نہ آتی' باہمی نفرت کے جذبات اس حد تک نہ بھڑک چکے ہوتے' اور بین الاقوامی سطح پر امت مسلمہ اس قدر بدنام نہ ہوتی۔ اپنی پچاس سالہ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھول ہم سے پہلی بار ہی سرزد نہیں ہوئی بلکہ یہ تو ہماری عادت بن چکی ہے کہ معاملہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو خوش فہمی' خواہشات اور توقعات سے سرشار ہو کر سوچ بچار سے عاری ہو جاتے ہیں۔ اور جب پانی سر سے گزر چکے تو ہڑبونگ میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دعاؤں پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ ایسا ہی حال ایم کیو ایم کے مسئلے کا ہے۔ صدر ضیاء الحق کے ایماء پر پیپلز پارٹی کی دشمنی کے پروگرام میں ایم کیو ایم قائم ہوئی۔ اس حکمت عملی کے محرک شاید بھول گئے کہ جو گرہ ہاتھ سے لگائی جائے وہ دانتوں سے کھولنا پڑتی ہے۔ چنانچہ جب ایم کیو ایم کراچی میں بالخصوص اور سندھ کے دوسرے شہروں میں بھی پر زور طاقت بن کر ابھری تو صرف پیپلز پارٹی کو ہی نہیں بلکہ ہر آنے والی حکومت کو ایم کیو ایم سے خطرہ لاحق ہوا۔ کسی حکومت نے ان کے محفوظ ٹھکانوں پر منظم چھاپے مارے اور کسی نے ایم کیو ایم کو دو حصوں میں بانٹنے کی سازش کی۔ یہ ایسی فاش غلطی تھی کہ اس کا خمیازہ آج تک بھگتنا پڑ رہا ہے۔ ایسی صورتحال میں پولیس اور دیگر منسلک ادارے حکومت کے منظور نظر دھواڑے کی ناجائز سائیڈ لیتے ہوئے معاملے کو مزید بگاڑ دیتے ہیں جس سے دونوں دھڑوں میں ایک دوسرے کے خلاف اتنی شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے کہ صورتحال کسی کے سلجھائے نہیں سلجھتی۔ سابقہ حکومت نے سختی سے کام لیا' صورتحال بظاہر سدھر گئی اور یوں معلوم ہوا کہ کراچی میں زندگی کی بہار لوٹ آئی ہے مگر یہ عارضی مرحلہ تھا۔ جوں ہی موجودہ حکومت برسراقتدار آئی دہشت گردی اپنی آب و تاب کے ساتھ لوٹی اور کراچی میں زندگی حسب سابق مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ اس صورتحال پر قابو پانے کے لئے حکومت نے ہر حربہ آزمایا ہے۔ ایک طرف پکڑ دھکڑ جاری ہے تو دوسری جانب ایم کیو ایم کے دونوں دھڑوں کو ایک میز پر بٹھا کر معاملہ سلجھانے کی کوشش ہے لیکن کوئی نسخہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ وجہ صرف یہ ہے کہ حکومت کی غیر جانبداری مشکوک ہے حالانکہ حالات سدھارنے کے لئے یہی تو شرط اول ہے۔ باوجود اس کے کہ میاں صاحبان کی بڑھکیں وطن عزیز میں باری باری گونجیں کہ "ہمیں دہشت گردوں کے بارے میں پورا علم ہے' یہ بچ نہیں سکیں گے"۔ "دہشت گردوں کو کچل دیں گے"۔ "ان کا جینا حرام کر دیں گے"۔ حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے حالیہ بے تحاشا گرفتاریوں کے نتیجے میں بدامنی کی لہر دب جائے مگر ایسا عمل نہ تو ماضی میں کامیاب ہوا اور نہ ہی اب صحیح معنوں میں کامیاب ہو جانے کی توقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صرف ان لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے جن کے بارے میں سرکاری اداروں کو پوری معلومات دستیاب ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ خرابی بسیار سے پہلے انہیں گرفتار کیوں نہ کیا گیا۔ بہرصورت ہماری دانست میں صحیح طریق کار کے دو پہلو ہیں۔ اول یہ کہ سرکاری ایجنسیوں کو سیاستدانوں کا پیچھا کرتے رہنے' ان کی پبلک اور نجی ملاقاتوں پر رپورٹ مرتب کرنے اور ان کے جلسے جلوسوں کو "کور" کرتے رہنے کی بجائے غیر ملکی ایجنسیوں اور ان کے گماشتوں کی نگرانی کرتے ہوئے صحیح حالات حکومت تک پہنچانے پر مامور کیا جائے اور دوم یہ کہ حکومت آل پارٹیز کانفرنس بلائے تاکہ صورتحال کا درست تجزیہ کیا جا سکے۔

ادار یہ

عاکف سعید

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے !

وطن عزیز پاکستان اقتصادی اعتبار سے جس شدید درجے کی زبوں حالی اور زوال سے دوچار ہے اس پر ہر ذی شعور پاکستانی فریاد کناں ہے۔ ارباب اقتدار کی جانب سے کشکول توڑنے کے بلند بانگ دعوؤں اور عالمی مالیاتی اداروں سے ان کی شرائط پر قرض نہ لینے کے عزم مصمم کے بتکرار اظہار کے باوصف ہم آج بھی اپنی معاشی کفالت کے ضمن میں پورے طور پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے رحم و کرم پر ہیں اور بلاچون وچرا ان کی ڈکٹیشن پر عمل درآمد پر مجبور ہیں اور یہ بات اب ملک کے ہر قابل ذکر طبقہ فکر کی جانب سے کھلے لفظوں میں کہی جارہی ہے کہ اقتصادی لحاظ سے آج ہم تباہی کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں۔ روزنامہ "نوائے وقت" بھی' جس کی مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان سے وابستگی ہر شک و شبے سے بالا تر ہے اور اسی نسبت سے مسلم لیگی حکومت کی طرف اس کا جھکاؤ بالکل فطری اور قابل فہم ہے' اب یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ نواز شریف صاحب کی ساری کاوش اور سعی و جہد کے باوجود اقتصادی میدان میں ہم خود کفالت کی منزل سے کوسوں دور اور آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن لینے پر مجبور ہیں۔ ۱۵ جولائی کے اداریئے کے یہ الفاظ نہایت قابل توجہ ہیں کہ :

"مسلم لیگی حکومت جب سے برسراقتدار آئی ہے اس نے اپنی اولین ترجیح کے طور پر پہلے روز سے ہی اس بات کی کوشش شروع کر رکھی ہے کہ "کاسہ گدائی توڑ کر" پاکستان کو غیر ملکی قرضوں کے بوجھ سے نجات دلائی جائے اور ان قرضوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ یہ جدوجہد بھی جاری رکھی جائے کہ پاکستان خود کفالت کی پالیسی اختیار کرے غیر ملکی قرضوں کا مزید بوجھ لادنے سے گریز کرے کیونکہ ان قرضوں اور ان پر دیئے جانے والے بھاری سود کے باعث ملک آج شدید ترین مالیاتی بحران کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم ان قرضوں کے باعث اس قدر مجبور و بے بس ہو چکے ہیں کہ بار بار رحم طلب نظروں سے عالمی بینک اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کے احکامات کو تسلیم کرنے کے لئے اس خیال سے تیار رہتے ہیں کہ اس کے بغیر ہمیں کوئی اور چارہ کار دکھائی نہیں دیتا۔ ان اداروں کی ترجیحات اور اپنی حکمت عملی ہے جو ضروری نہیں کہ ہمارے قومی مفادات سے بھی ہم آہنگ ہو۔ ان کی حکم عدولی بے شمار مصائب و مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے اور ایسی صورتحال میں برسراقتدار سیاسی جماعتوں کے منشور اور ملکی ترقی کے تمام پروگرام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ یہی حال اب مسلم لیگی حکومت کا ہے جو بعض معاملات میں ان عالمی مالیاتی اداروں کے سامنے خود کو بے بس محسوس کرتی ہے۔"

"... ہمارے صنعتی میدان میں نہ تو توسیع ہو سکی اور نہ ہی برآمدات بڑھ سکیں۔ داخلی بچتوں کی سطح گرتی چلی گئی افراط زر بے قابو ہو گیا۔ ادائیگیوں کا توازن ہمارے حق میں نہیں رہا۔ ہماری مجموعی داخلی پیداوار کا بڑا حصہ سود کی ادائیگی میں جانے لگا۔ ہمارا سپر سٹرکچر (کارخانے اور صنعتی تنصیبات وغیرہ) انحطاط کا شکار ہو گیا جبکہ ہم اپنے انفراسٹرکچر کو بھی اس سطح پر نہیں لا سکے جس سے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو از خود پاکستان میں اپنا سرمایہ لگانے کی ترغیب ملتی۔ اس طرح ہماری اقتصادیات پر جو طرح طرح کے تجربات کئے گئے ان کے نتیجے میں آج ہماری اقتصادی حالت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔"

یہی بات ملک کے ایک اور موقر روزنامے سے وابستہ ایک سینئر ترین صحافی اور تجزیہ نگار جناب ارشاد احمد حقانی نے جو سابقہ عبوری حکومت میں مختصر مدت کے لئے وفاقی وزیر اطلاعات بھی رہے' اپنے گزشتہ کئی کالموں میں مختلف شواہد کے حوالے سے بہت موثر اور مدلل انداز میں کہی ہے۔ حقانی صاحب نے سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے اس متنازعہ بیان پر بھی بحث کرتے ہوئے جس کی رو سے محترمہ نے قومی حکومت کی تشکیل کی ضرورت پر زور دیا ہے' محترمہ کے موقف کو پورے سیاق و سباق کے ساتھ درج کیا ہے اور ان کے ان تفصیلی دلائل کو بھی نقل کیا ہے جن کی اساس پر بے نظیر نے اپنے موقف کو استوار کیا ہے۔ محترمہ بے نظیر کے پیش کردہ ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ ملکی معیشت اضمحلال و انحطاط کی جس حد تک پہنچ چکی ہے اس کے پیش نظر اقتدار کی غلام گردشوں پر قابض کوئی مضبوط سے مضبوط سیاسی پارٹی بھی محض اپنے بل پر حالات سے نبرد آزما نہیں ہو سکتی۔ مختلف عوامل کے نتیجے میں سودی قرضوں کے بوجھ تلے دب کر آج ہم پورے طور پر عالمی مالیاتی اداروں کے دست نگر ہیں اور فی الواقع ہم اپنی خود مختاری ان خون آشام اداروں کے پاس گروی رکھ چکے ہیں اور ایسے خوفناک گرداب میں پھنس چکے ہیں جس سے نکلنے کا دور دور کوئی امکان نظر نہیں آتا' لٰہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اجتماعی قومی بصیرت کو بروئے کار لا کر اس مہیب گرداب سے نکلنے کی کوشش کی جائے۔ بے نظیر کے اس بیان کے بین السطور ان کی اپنی ناکامی کا کھلا اعتراف بھی موجود ہے کہ اپنے دور اقتدار میں ان کی حیثیت بھی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ہاتھوں میں ایک کھلونے سے زائد نہیں تھی۔ بے نظیر بھٹو نے یہ سچی بات تو اگرچہ اپنے منہ سے اس لئے نکالی ہے کہ قومی حکومت کی تشکیل کی تجویز کے لئے جواز پیدا کیا جا سکے جو یقیناً ایک غیر معقول تجویز ہے۔ تاہم ان کے مذکورہ بالا تجزیئے سے ہمیں بھی اسی طرح پورا اتفاق ہے جس طرح کہ محترم حقانی صاحب نے اپنے کالم میں اس سے اتفاق کا اظہار کیا ہے بلکہ ہم حقانی صاحب کی اس رائے سے بھی متفق ہیں کہ قومی حکومت کی تشکیل بھی اس سنگین بحرانی صورتحال کا مداوا نہیں بن سکتی !

سوال یہ ہے کہ پھر اس صورتحال کا حل کیا ہے۔ اس کی واضح نشاندہی نہ تو نوائے وقت کے اداریہ نگار نے کی ہے' نہ حقانی صاحب نے اپنے کالموں میں اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔ ہمارا اصل المیہ یہ ہے کہ ہم اس کے حل کے لئے اس راہ کو اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں جو سب سے سیدھی' سب سے زیادہ معقول اور نتائج کے اعتبار سے یقینی کامیابی کی حامل ہے۔ یہ بات تو طے ہے کہ گزشتہ پچاس سالوں میں ہم ملکی معیشت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ بجٹ کے اعداد و شمار کے مطالعے سے یہ خوفناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ ترقیاتی منصوبوں میں انوسٹمنٹ کے امکان کا تو ذکر ہی چھوڑیئے' قومی اخراجات کی صرف دو مدات یعنی سودی قرضوں کی ادائیگی اور دفاع کے اخراجات کا مجموعی تخمینہ بھی سال بھر میں حاصل ہونے والے کل ریونیو سے ۸۶ بلین روپے زائد ہے۔ گویا دیگر تمام سرکاری اور محکمانہ اخراجات کی فراہمی کے لئے بھی ہم سودی قرض لینے پر مجبور ہیں ــــ اور یہ بات بھی طے ہے کہ سودی قرضہ ہمارے مسئلے کا مستقل حل نہیں بلکہ عارضی سکون دینے والی ایک ایسی مضر صحت دوا کی مانند ہے جس سے وقتی آرام تو آجاتا ہے لیکن وہ پورے جسمانی نظام میں مزید بگاڑ پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے ــــ اس خوفناک بحران سے نکلنے کا حل وہی ہے جس کی طرف سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب برس ہا برس سے قوم کو متوجہ کر رہے ہیں اور جس کو انہوں نے میاں نواز شریف سے اپنی حالیہ ملاقاتوں میں بھی پورے شدومد سے پیش کیا' یعنی یہ کہ سود کی حرمت کے خدائی فیصلے کو نافذ کرتے ہوئے اندرون ملک سود کی ادائیگی کے فوری خاتمے کا اعلان کیا جائے۔ اور آئندہ کے لئے طے کر لیا جائے کہ بیرونی امداد کے طور پر کوئی سودی قرضہ ہمیں ہرگز نہیں لینا۔ ہماری حکومت اگر جرات اور ہمت سے کام لے کر یہ ایک قدم بھی اٹھا لے تو :

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

تنظیم اسلامی پہلے سے ہی Hard Revolution کی تیاری میں مصروف ہے

دستور میں ترامیم کے ذریعے کتاب و سنت کی بالادستی قائم کرنے سے "سافٹ انقلاب" برپا ہو سکتا ہے

نظام باطل کے خاتمے کے لئے ایک منظم اور بھرپور انقلابی جدوجہد ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مد ظلہ کے ۹ جولائی کے خطبہ جمعہ کی تلخیص

آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

اس ماہ کی 4 اور 6 تاریخوں کو تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام دو پروگرام منعقد کئے گئے جو بحمد اللہ نہایت حسن و خوبی سے مکمل ہوئے۔ پہلا پروگرام 4 جولائی کو قرآن آڈیٹوریم میں شیعہ سنی مفاہمت کے موضوع پر تھا۔ اس میں سپاہ محمدؐ، جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کے رہنماؤں کے علاوہ خانہ فرہنگ ایران کے نمائندہ بھی تشریف لائے تھے، البتہ حکومت کی جانب سے فرقہ وارانہ کریک ڈاؤن کی وجہ سے سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ کے نمائندے نہ آسکے۔ جو مقررین تشریف لائے ان کی جانب سے بھی اس فارمولے پر کھل کر گفتگو نہیں ہوئی جس کا تذکرہ ہم کرتے آئے ہیں، لیکن اس میں کوتاہی ہمارے مرکزی دفتر کی بھی ہے کہ انہوں نے جو دعوت نامے مختلف حضرات کو ارسال کئے تھے ان میں "شیعہ سنی مفاہمت کی اہمیت" کے ساتھ اس اصل فارمولے کا بطور خاص تذکرہ موجود نہیں تھا۔

دوسرا پروگرام 6 جولائی کو تکمیل دستور خلافت کے عنوان سے الحمرا ہال نمبر1 میں ایک جلسے کی صورت میں ہوا۔ اس پروگرام میں جماعت اسلامی کے نائب امیر مولانا اسلم سلیمی، تحریک اسلامی کے نائب امیر حفیظ الرحمٰن احسن، جمعیت علمائے اسلام کے سرپرست اعلیٰ مولانا اجمل خان، جمعیت اہلحدیث کے حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور تحریک احیاء امت کے سربراہ اور ممتاز کالم نگار صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی تشریف لائے۔ ان سب حضرات نے دستور میں لازمی اسلامی ترامیم کے سلسلہ میں ہمارے مطالبات کی حمایت کی۔ اس پروگرام میں بعض دوسرے حضرات کے علاوہ جنرل حمید گل بھی خواہش رکھنے کے باوجود ایک اہم معروفیت کی بنا پر شرکت نہ کر سکے۔

جنرل حمید گل کا ہم خاص طور پر تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہماری مطالبہ تکمیل دستور خلافت مہم کو Soft Revolution کی ایک صورت قرار دے کر سراہا ہے۔ یہ Soft Revolution یا نرم انقلاب کی اصطلاح بڑی معنی خیز ہے، آج ہم اسی کے حوالے سے گفتگو کریں گے۔

سافٹ انقلاب سے کیا مراد ہے؟ جہاں تک تعلق ہے مجرد انقلاب کا، تو اس سے مراد مروجہ سیاسی و معاشی نظام میں بنیادی تبدیلی ہے۔ یہ تبدیلی باسانی ممکن نہیں ہوتی۔ کیونکہ مروجہ "Politico Socio Economic System" کے ساتھ مراعات یافتہ طبقہ کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ جب کوئی انقلابی جماعت نظام میں بنیادی تبدیلی کے لئے تحریک چلاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب مراعات یافتہ طبقہ کے مفادات پر کاری ضرب لگ رہی ہے۔ لہٰذا اس طبقہ کی جانب سے سخت مزاحمت کا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اس مرحلے پر انقلابی کارکن اگر میدان میں آکر جانیں قربان کرتے ہیں تب کہیں جا کر انقلاب کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ Hard revolution ہے۔ اس کے مقابلے میں وطن عزیز کے حوالے سے نرم انقلاب یہ ہوگا کہ ملت اسلامیہ پاکستان کو اپنی بھولی ہوئی منزل یاد آجائے اور وہ اسلام کی طرف رجوع کر لے۔ اگرچہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا، تاہم ہماری تاریخ میں بہت سے ایسے عوامل کار فرما رہے ہیں کہ جن کے ثمرات کو سمیٹ کر وطن عزیز میں ایک سافٹ انقلاب بھی برپا کیا جاسکتا ہے۔ اسی امید میں میں نے 1985 میں اپنی کتاب استحکام پاکستان کے مقدمہ میں لکھا تھا:

"..... ملت اسلامیہ پاکستان نہ "ندرت افکار" سے بالکل تہی دست ہے نہ "جرات کردار" سے محروم محض۔ اگر کسی طرح اسے بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا جائے اور اس منزل کی از سر نو نشاندہی کر دی جائے جس کے حصول کے لئے آج سے نصف صدی قبل برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ نے سفر کا آغاز کیا تھا تو کیا عجب کہ ملت اسلامیہ پاکستان کی عمر کا یہ چالیسواں سال ایک فیصلہ کن موڑ (Turning Point) کی حیثیت حاصل کر لے اور ع "کبھی بھولی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو" کے مصداق بے مقصدیت کے "صحرائے تیہ" میں بھٹکنے والا یہ قافلہ بھی از سر نو مقصد و منزل کا سراغ پا کر ایک عزم تازہ اور ولولہ نو کے ساتھ ع ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا" کی شان سے سرگرم سفر ہو جائے!"

دراصل موجودہ امت مسلمہ اور سابقہ امت مسلمہ یعنی یہود کی تاریخ میں گہری مشابہت پائی جاتی ہے۔ غلامی سے نجات کے بعد جب بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو موسیٰ نے انہیں فلسطین کے خلاف جنگ کا حکم دیا۔ لیکن انہوں نے دوٹوک انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم فلسطین میں اس وقت داخل ہوں گے جب دشمن وہاں سے نکل جائے۔ اس نافرمانی پر اللہ نے انہیں یہ سزا دی کہ وہ چالیس برس تک صحرائے سینا میں بھٹکتے رہے۔ اس کے بعد نئی نسل پیدا ہوئی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے جانشین جناب یوشع بن نون کی سرکردگی میں قتال کیا اور فلسطین فتح کیا۔ 1985ء میں قمری حساب سے پاکستان کے عمر کے چالیس برس ہو چکے تھے۔ اس لئے ان دونوں امتوں میں گہری مشابہت کی بدولت ہمیں ایک امید پیدا ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں حالات کے مشاہدہ سے سخت مایوسی ہوئی اور یہ بددلی اس درجہ بڑھ گئی کہ 1987ء میں ہم نے "استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ" نامی کتاب کے آغاز میں لکھا کہ: "93ھ میں اسلام بیک وقت برعظیم ہند میں براستہ سندھ اور براعظم یورپ میں براستہ سپین داخل ہوا تھا۔ سپین سے اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ ہوئے پانچ سو برس ہو چکے ہیں، کیا اب وہی تاریخ سندھ میں بھی دہرائی جانے والی ہے؟"

یاد رہے کہ یہ وہ وقت تھا جبکہ بھارت میں انتہاپسند ہندو تنظیمیں آر ایس ایس اور بی جے پی کہہ رہی تھیں کہ اب ہمیں بھارت سے مسلمانوں کا صفایا کرنا ہے۔ اور دوسری

طرف اندرون ملک سندھ میں بھی فسادات کی لہر انتہائی شدت اختیار کرتی جارہی تھی۔

از روئے "حدیث قیامت" سے قبل کل روئے ارضی پر اسلام کا غلبہ لازماً ہوگا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو کر رہے گی۔ البتہ اس کے بارے میں دو سوال ابھرتے ہیں۔ یعنی یہ کب ہوگا اور اس کا آغاز کہاں سے ہوگا۔ اول الذکر سوال کا جواب تو کوئی نہیں دے سکتا' البتہ ثانی الذکر کے حوالے سے گمان غالب کی حد تک کہا جا سکتا ہے کہ اس کا آغاز پاکستان اور افغانستان کے علاقوں سے ہوگا۔ اس کے بعد تمام زمین کے مشرق و مغرب میں اس کی توسیع ہوگی۔

پاکستان کا مستقبل کیا ہے؟ اس کے بارے میں ہم نے 1993ء میں اپنے ایک مضمون میں کہا تھا کہ ہمارے مستقبل کے ضمن میں تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے۔

1۔ اللہ تعالیٰ مسلمانان پاکستان کو معجزانہ طور پر توبہ کی توفیق نصیب فرما کر کسی بڑے عذاب سے بچالے جیسے حضرت یونسؑ کی قوم کو توبہ کی توفیق مرحمت فرمائی تھی۔ قرآن میں فرمایا گیا:

"کوئی بستی (عذاب دیکھ کر) ایمان نہ لائی کہ اس کا ایمان لانا اس کو نفع پہنچاتا سوائے قوم یونس کے۔ جب وہ لوگ (عذاب آتا ہوا دیکھ کر جھٹ سے) ایمان لے آئے تو ہم نے ان پر سے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ٹال دیا۔" (یونس : ۹۸)

2۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری غافل اور سوئی ہوئی قوم کو ہوش میں لانے کے لئے کوئی چھوٹی سزا یا عذاب دے دے اور اس کے بعد ہم ہوش میں آکر اس کی جانب رجوع کر لیں۔ جیسے سورۃ السجدہ میں فرمایا:

"اور ہم ان کو قریب کے عذاب (کا مزہ) بھی علاوہ اس بڑے عذاب کے چکھا کر رہیں گے شاید کہ وہ (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔" (آیت : ۲۱)

3۔ تیسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہندو قوم کے ہاتھوں مسلمانوں کی زبردست پٹائی کر دے۔ اور لاکھوں نہیں' کروڑوں مسلمان قتل ہو جائیں۔

یہ بات بعید از امکان نہیں کیونکہ ہندو قوم مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہے۔ انتہا پسند بی جے پی کی دس سال قبل بھارت میں کوئی خاص سیاسی حیثیت نہیں تھی لیکن اب وہ اکثریتی پارٹی کے طور پر ابھر کر آئی ہے۔ کانگرس کا دور اقتدار تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ گجرال کی حکومت بھی اب دنوں کی مہمان ہے۔ اب BJP کی حکومت بننے کا امکان بہت بڑھ گیا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے توبہ کا ایک موقع عطا کیا۔ حالیہ انتخابات میں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کو 1946ء کے انتخابات کی طرح بھاری عوامی مینڈیٹ حاصل ہوا۔ ایک دینی شریف خاندان کے مسلمان وزیراعظم بنے۔ اس سے امید پیدا ہوئی تھی کہ شاید کہ ہم توبہ کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اجتماعی نظام کو الٰہی احکامات کے سانچے میں ڈھال لیں۔ یہ نرم انقلاب کا ایک راستہ تھا۔ اس میں بغیر خون بہے اسلام کی جانب قابل لحاظ پیش رفت کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ ہم نے اس کے لئے گزشتہ تین چار ماہ سے تکمیل دستور خلافت کی مہم چلائی' وقت اور مال کی قربانی دی۔ دستور میں مجوزہ ترامیم کے مطالبے پر مشتمل پوسٹ کارڈز 5 لاکھ کی تعداد میں وزیراعظم کو ارسال کئے' ٹیلی گرام بھیجے گئے' سیمینار منعقد کرائے گئے' اس طرح ہم نے اتمام حجت کر دیا۔ حکومت نے بھی دستور میں ترامیم کے لئے پختہ وعدے کئے لیکن نامعلوم وہ کونسا دباؤ ہے کہ جس کی وجہ سے ہنوز یہ ترامیم نہیں کرائی جا سکیں۔

دین سے وابستگی کی بنا پر شریف خاندان سے ہمیں خیر کی توقع ہوئی تھی لیکن وزیراعظم نے بجٹ سے قبل جب اپنی تقریر میں دستوری ترامیم کا ذکر تک بھی نہیں کیا تو امیدوں کا دیا ٹمٹمانے لگا۔ اس کے بعد بلند و بانگ دعویٰ کیا گیا کہ حکومت شرعی عدالت کے سود کے حرام ہونے کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر کردہ اپیل واپس لے رہی ہے' لیکن جب بعد میں تفصیلات سامنے آئیں کہ اپیل واپس نہیں لی جا رہی ہے بلکہ اصل میں درپردہ شرعی عدالت کے فیصلے پر نظرثانی کرائی جا رہی ہے' تو یہ دیا گل ہو گیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ بات اب کھل کر سامنے آگئی ہے کہ حکومت سود کے خاتمہ کرنا ہی نہیں چاہتی۔ اگر اس کا معیشت کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کا مصمم ارادہ ہوتا تو کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کی سفارشات' سٹیٹ بینک آف پاکستان کا 1980ء کا سرکلر اور کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکنامکس کی رپورٹس موجود ہیں جن سے فوری طور پر فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ لیکن اب ایک مرتبہ پھر ایک کمیشن بنالیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا دھوکہ ہے جو پوری قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

ان حالات میں جب کہ حکومت کی جانب سے تعاون اور خیر کی زیادہ امید نہیں رہی' ہم مطالبہ تکمیل دستور خلافت کو ایک تحریک اور مہم کے انداز میں مسلسل جاری تو نہیں رکھ سکتے البتہ الدین النصیحۃ کے تحت نہی عن المنکر باللسان کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے ۔

اک طرز تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک
اک عرض تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

تا کہ ہم اپنے رب کے ہاں عذر پیش کر سکیں اور کیا عجب کہ یہ لوگ تقویٰ کی روش اختیار ہی کر لیں
(الاعراف)

سافٹ یا نرم انقلاب کی امیدیں ختم ہونے کے بعد ہم اپنی تمام تر توجہات کو از سرنو "Hard revolution" کی تیاری پر مرکوز کریں گے' جیسا کہ ہم پہلے سے کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ سخت انقلاب کے مراحل کیا ہیں؟ اس ہارڈ یا دوسرے لفظوں میں سخت انقلاب کا پہلا مرحلہ توبہ ہے۔ قوموں پر اللہ کی طرف سے نازل کردہ اجتماعی عذاب سے انفرادی طور پر جان بچانے کی صورت بھی یہی ہے کہ انسان صدق دل سے توبہ کرے' تجدید عہد کرے کہ وہ ہر اس چیز کو چھوڑ دے گا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اپنی معاشرت' معیشت' رہن سہن اور دائرہ اختیار میں منکرات کے خلاف جہاد کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ دعوت کے کام کا بھی آغاز کر دے۔

انقلاب کا دوسرا مرحلہ تنظیم کا ہے۔ تنظیم کی اساس بیعت ہے۔ یعنی انقلابی جماعت کے کارکن ایک امیر کے ساتھ بیعت سمع وطاعت فی المعروف کے رشتے میں جڑے ہوں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں "بیعت" کا لفظ "پیری مریدی" کے لئے خاص ہو کر رہ گیا ہے۔ بیعت کے ساتھ دوسرا ظلم یہ بھی ہوا کہ اس کے ساتھ یہ تصور وابستہ کر لیا گیا کہ جو شخص کسی کی بیعت کرے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اندھا بہرہ ہو جائے' آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو امیر کے حوالے کر دے اور غور و فکر اور اختلاف و تنقید کے حق سے تہی دست ہو جائے۔ یہ تصور سراسر غلط ہے۔ خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ اگر میں سیدھا رہوں یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم ہے اور اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کرنا تم پر فرض ہے۔ گویا امیر سے اختلاف اور اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے' بلکہ آنحضورﷺ نے صحابہ کرامؓ سے جو بیعت لی تھی اس میں "وعلی ان نقول بالحق اینما کنا لا نخاف فی اللہ لومۃ لائم" کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اختلاف کی صورت میں اظہار حق فرض ہو جاتا ہے۔ البتہ کارکنوں پر امیر کی اطاعت لازم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امیر کے لئے بھی حکم ہے کہ تنظیمی معاملات کے بارے میں اپنے رفقاء سے مشورہ کرے۔ اس سے کارکنوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ حضورﷺ کی سیرت ہمارے سامنے ہے۔ آپؐ بعض اوقات اپنی رائے پر اپنے ساتھیوں کی رائے کو مقدم کر دیتے تھے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہوگا کہ امیر ہر حالت میں فیصلہ کثرت آراء سے کرے' جیسا کہ عصری دینی جماعتوں کے ہاں مروجہ جمہوری دساتیر کے تحت امیر کو اس کا پابند سمجھا جاتا ہے۔

(باقی صفحہ پر)

نئی جنگ اقتصادی اور مالیاتی میدان میں لڑی جارہی ہے

ریاستی سطح پر اللہ کے دین کے نفاذ سے کائنات کے تمام خزانے ہمارے قدموں میں ہوں گے

افغانستان سے سوویت یونین کا خروج بھی اسے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے نہ بچاسکا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

انسانوں کے مابین جنگوں کی تاریخ کم وبیش اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسانی تاریخ۔ قابیل نے ہابیل کو پتھر کی ضرب لگا کر ہلاک کر دیا۔ پھر جب اجتماعی زندگی کا آغاز ہوا' قبائل وجود میں آئے' قبیلوں نے مل کر بستیاں آباد کیں اور بستیوں سے ریاستیں اور عظیم سلطنتیں قائم ہوئیں تو غلبہ اور بالادستی کے حصول کے لئے انسان ہر سطح پر ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے۔ جنگ وجدل اور قتل وغارت سے انسانی تاریخ کا شاید ایک دن بھی خالی نہ ہو۔ البتہ یہ کہ جنگی حکمت عملی اور جنگی ہتھیار وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہے۔ کبھی تلواریں نیام سے باہر آتی تھیں اور دشمن پر تیروں کی بارش کی جاتی تھی۔ پھر توپیں داغی جانے لگیں' پھر دیوہیکل ٹینک اور بحری جنگی جہاز بر و بحر میں ارتعاش پیدا کرنے لگے اور جنگی طیارے فضا سے دشمن پر آگ برسانے لگے۔ جنگ عظیم دوئم میں امریکہ نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر جنگ کی ہولناکی اور تباہ کاری کو انتہا تک پہنچا دیا۔ امریکہ نے دوران جنگ ہی ایٹم بم ایجاد کیا تھا۔ بعض اطلاعات کے مطابق خود امریکہ کو ایٹم بم کی تباہ کاریوں کا صحیح علم نہیں تھا شاید یہ بات امریکہ کو ردعمل سے محفوظ کرنے کے لئے گھڑی گئی ہو' واللہ اعلم۔ اس تباہ کن ہتھیار کے حصول کے لئے بعض دوسرے ممالک بھی اس دوڑ میں شریک ہوئے اور جلد ہی سوویت یونین' برطانیہ اور فرانس بھی ایٹمی قوت بن گئے۔ بعد ازاں چین ایک ایٹمی قوت بن کر ابھرا اور بعض دوسرے ایشیائی ممالک بھی ایٹمی قوت کے حصول کے لئے تگ ودو کرنے لگے۔

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جس ایٹم بم نے ہیروشیما جیسے شہر کو آگ کا گولا بنا دیا تھا اس سے کئی سو گنا بڑی قوت کے ایٹم بم مختلف ممالک کے اسلحہ خانوں میں موجود ہیں جنہیں صرف وارہیڈز پر لگانے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے چند ایک اگر استعمال ہو جائیں تو دنیا کئی بار راکھ کا ڈھیر بن جائے۔ اس لحاظ سے گو دنیا ایک آتش فشاں پہاڑ یا بارود کا ڈھیر بن چکی ہے لیکن تباہ کن ہتھیاروں کی بہتات سے صورت حال کا ایک دوسرا رخ بھی سامنے آیا ہے۔ ایک مشہور مقولہ ہے "اگر امن چاہتے ہو تو جنگ کے لئے تیار رہو"۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد سوویت یونین اور امریکہ دو متحارب سپرپاورز آمنے سامنے صف آرا ہوئیں۔ دنیا کے اکثر ممالک دو بلاکوں میں تقسیم ہو گئے۔ دونوں قوتوں کے پاس تباہ کن ہتھیاروں کے انبار موجود تھے لہٰذا کسی گرم جنگ کی صورت میں نہ کوئی فاتح ہوتا نہ مفتوح۔ چنانچہ فریقین کے مابین معاملہ سرد جنگ سے آگے نہ بڑھ سکا اور ایٹمی قوت نے لیس حریفوں کے درمیان جنگ کا امکان تقریباً ختم ہو گیا' لیکن غلبے اور بالادستی کی خواہش شاید انسانی فطرت کا جز ہے لہٰذا جنگ جاری ہے۔ البتہ انسانی تاریخ میں یقیناً پہلی بار نئی جنگ میں میدان جنگ ہی بدل گیا۔ اسلحہ کی موجودگی تو یقینی بنائی گئی لیکن اس کا استعمال تقریباً ترک کر دیا گیا۔ نئی جنگ اقتصادی اور مالیاتی میدان میں لڑی جارہی ہے۔ جرمنی اور جاپان جنگ عظیم دوئم کی شکست خوردہ قوتیں تھیں۔ ان کی عسکری تیاریوں اور اسلحہ سازی پر فاتحین نے پابندی لگا دی تھی۔ لہٰذا ان دو ممالک کے سامنے تو پہلے ہی صرف اقتصادی میدان تھا۔ امریکہ بھی نئی صورت حال کا ادراک کر چکا تھا اور اس نے اپنی حریف سپر پاور کے خلاف اقتصادی جنگ میں پیش رفت بھی شروع کر دی تھی۔ اقتصادی جنگ میں دشمن کو اس کے اپنے علاقے میں یا کسی ملحقہ پڑوس میں کسی مسئلہ میں الجھا دیا جاتا ہے۔ وہ اسے حل کرنے کے لئے اپنے مالی وسائل اس میں جھونکنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دشمن کی مارکیٹ پر بھرپور حملہ کیا جاتا ہے چاہے اس میں خود اپنا کچھ نقصان کیوں نہ کرنا پڑے۔ دشمن ملک میں مذہبی' لسانی' صوبائی' نسلی اور طبقاتی بنیادوں پر جھگڑے کھڑے کر کے صنعتی اور تجارتی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔ بدامنی' شورش اور دہشت کی فضا قائم کر کے سرمایہ کاروں کو خوفزدہ کیا جاتا ہے۔ مشترکہ قومی منصوبوں کو سیاسی رنگ دے کر صوبائی اور علاقائی منافرت پیدا کر دی جاتی ہے جس سے ایک ہی ملک کے دو صوبے یا علاقے متضاد موقف پر ڈٹ جاتے ہیں جس سے قومی سطح پر شدید خسارہ ہوتا ہے۔ اس جنگ میں آتشیں اسلحہ کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے البتہ جدید ترین اسلحہ Stand by کے طور پر رکھنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں دشمن کے ملک میں اگر کوئی چھاپہ مار کارروائی کا انتظام ہو جائے تو انہیں روایتی اسلحہ سپلائی کیا جاتا ہے۔

ہماری رائے میں اس نوع کی پہلی جنگ میں (جسے اقتصادی جنگ عظیم کہنا غلط نہ ہوگا) امریکہ نے سوویت یونین کو پاش پاش کر دیا ہے۔ اس جنگ میں بھی ہتھیار ڈالے جاتے ہیں۔ شکست خوردہ ملک ایسی سیاسی اور اقتصادی پالیسیاں اختیار کرتا ہے جس سے فاتح ملک کی بالادستی قائم ہو جاتی ہے۔ پہلی اقتصادی جنگ عظیم میں روس نے امریکہ سے شکست فاش کے بعد وارسا پیکٹ کو خود اپنے ہاتھوں ختم کر دیا اور نیٹو کی تنظیم میں شمولیت پر آمادگی کا اظہار کر دیا حالانکہ وارسا پیکٹ قائم ہی نیٹو کے مقابلے میں کیا گیا تھا۔ کیمونسٹ پارٹی کو ختم کر کے یک جماعتی نظام سے جمہوریت کی طرف سفر کا آغاز کرنے کا اعلان کیا گیا۔ معیشت پر ریاستی کنٹرول کو ختم یا کم سے کم کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ یعنی اقتصادی جنگ میں شکست نے اسے سیاسی اور دفاعی سطح پر بھی پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے واضح طور پر امریکی بالادستی کو کم از کم وقتی طور پر قبول کر لیا۔ واضح رہے کہ شکست خوردہ سوویت یونین جب ٹکڑے ٹکڑے ہوا تو اس وقت اس کے اسلحہ خانوں میں ایسے سینکڑوں بم موجود تھے جن سے وہ تمام دنیا کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتا تھا لیکن ان کے استعمال کی نوبت نہ آئی اور یہ مہلک اور تباہ کن اسلحہ اقتصادی طور پر نڈھال سوویت یونین کی سلامتی کا ضامن نہ بن سکا۔ سوویت یونین کی شکست کا اصل راز یہ تھا کہ وہ میدان جنگ کی تبدیلی کا بروقت ادراک نہ کر سکا۔ وہ یہ نہ جان سکا کہ مرکزیت' سیاسی گھٹن اور افغانستان میں مداخلت کو اس کی انا کا مسئلہ بنا

دیا گیا ہے اور وہ سپر پاور ہونے کے زعم میں ان مسائل کو بزور بازو حل کرنے پر تل گیا اور اپنے مالی وسائل اس آگ میں جھونکنا شروع کردیئے۔ یہاں تک کہ جب ہوش آیا تو پانی سر سے گزر چکا تھا۔ افغانستان سے اس کا خروج بھی اسے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے نہ بچاسکا۔

یوں تو یہ جنگ ایک عرصہ سے پاکستان پر بھی مسلط کی جا چکی ہے لیکن جب سے پاکستان نے ایٹمی صلاحیت حاصل کی ہے یا حاصل کرنے کے قریب پہنچا ہے' اس جنگ کی شدت میں اضافہ کردیا گیا ہے۔ مذہبی منافرت اور اس کی بنیاد پر قتل وغارت روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ مسجد جیسی محفوظ اور مقدس جگہ مقتل بن چکی ہے۔ صوبائی اور لسانی بنیادوں پر کئی مسائل کھڑے کردیئے گئے ہیں۔ پاکستان کے قیام کو پچاس سال گزر چکے ہیں' یہاں اب تیسری نسل جنم لے چکی ہے لیکن مہاجر اور مقامی کا مسئلہ ابھی حل نہیں ہوسکا۔ بلکہ کراچی جو پاکستان کا سب سے بڑا شہر اور تجارتی مرکز ہے اور ساحل سمندر پر واقع ہونے کی وجہ سے بہت اہم ہے' اسی مسئلہ کی وجہ سے اس شہر کے مختلف علاقے روزانہ خون میں نہا جاتے ہیں۔ ہر روز کی ہڑتالوں اور قتل وغارت نے معیشت کو تباہی کے کنارے پہنچادیا ہے۔ پاکستان کی مختلف حکومتیں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو انتہائی پرکشش پیشکش اور مراعات دینے کا اعلان کرتی ہیں لیکن بدامنی اور عدم تحفظ سرمایہ کاری کی راہ میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ صنعتی جمود کی وجہ سے بیروزگاری میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ معیشت کو سہارا دینے کے لئے پاکستان کی حکومتیں ملکی اور غیر ملکی قرض پر انحصار کر رہی ہیں یا یوں کہہ لیں کہ انہیں قرض لینے کا ہمدردانہ مشورہ دیا جارہا ہے۔ پرانے اور نئے قرضوں کے سود کی ادائیگی سے ملک کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ غیر ملکی امداد بیوروکریسی اور سیاست دانوں میں بدعنوانی پھیلانے کا ذریعہ بن گئی ہے۔ قومی آمدنی دفاعی اخراجات اور سود کی ادائیگی بھی نہیں کرپا رہی لہٰذا امور مملکت کو چلانے کے لئے سخت شرائط پر قرضے لینا ہماری مجبوری بن گیا ہے یعنی اقتصادی جنگ ہم بھی ہار چکے ہیں۔ سیاسی لائن تو ہمارے قرض خواہ ہمیں دیتے ہی ہیں بجٹ سازی بھی اب ہمارا اندرونی معاملہ نہیں رہا۔ یہاں تک کہ دفاعی معاملات میں بھی اب ہمیں ڈکٹیشن لینی پڑ رہی ہے۔ ہمارا ایٹم بم ہمیں بیرونی حملہ سے تو محفوظ رکھ سکتا ہے اندرونی ٹوٹ پھوٹ سے کیسے بچائے گا۔ دشمن ہم پر بھرپور انداز سے حملہ آور ہے اور ہماری قوت مدافعت جواب دے رہی ہے۔

قومی سلامتی اور تحفظ کے لئے ہمارے پاس صرف اور صرف ایک راستہ ہے۔ اس نظریہ کی طرف رجوع کریں جسے نظریہ پاکستان کہا جاتا ہے۔ جس نعرے سے پاکستان حاصل کیا گیا تھا اس نعرے کو عملی طور پر اپنائیں۔ انفرادی اور قومی سطح پر اپنے عمل اور رویے سے ثابت کریں کہ اللہ کے سوا ہمارا کوئی الٰہ نہیں ہے' ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ دنیا کی کسی سپر یا سپریم پاور کو راضی کرنے کے لئے اللہ کو ناراض نہ کریں۔ جس طرح یہ کہا گیا تھا کہ گھاس کھالیں گے ایٹم بم بنائیں گے اسی طرح یہ اعلان کرنے کی ضرورت ہے کہ گھاس بھی نہ ملے تو بھی اللہ کا دین نافذ کرکے رہیں گے۔ ہمارا پختہ ایمان ہونا چاہئے کہ اگر ہم خود اپنی ذات پر' اور اجتماعی اعتبار سے قومی سطح پر اللہ کا دین نافذ کرنے میں کامیاب ہوگئے تو کائنات کے کل خزانے ہمارے قدموں میں ہوں گے۔ OO

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ پندرہ ستمبر کے بعد اسلام آباد پر قبضہ کرلیں گے (قاضی حسین احمد)

○ یہ قبضہ اسلامی ہوگا کہ......

☆ سرتاج عزیز جھوٹ بولنا اور قوم کو سبز باغ دکھانا بند کردیں (بے نظیر)

○ جناب وزیر خزانہ صاحب! سچائی کا راستہ اختیار کرکے قوم کو کالاباغ ڈیم ہی دکھادیں۔

☆ "فاروق الحق اینڈ کمپنی" کے دن گنے جاچکے ہیں۔ (چیئرپرسن پیپلزپارٹی)

○ جبکہ "آصف زرداری اینڈ کو" کا پہلے ہی تیاپانچہ ہوچکا ہے!

☆ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے (اسامہ بن لادن)

○ "اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی"

☆ بے نظیر سے موجودہ حکومت کا تاریخی مینڈیٹ ہضم نہیں ہو رہا۔ (وزیراعظم کے پریس سیکریٹری کا بیان)

○ لگتا ہے باقی "سب کچھ" ہضم کرنے کے بعد ان کی قوت ہاضمہ جواب دے گئی ہے۔

☆ عورت ہماری امام نہیں بن سکتی' (اسماعیلی فرقہ کے رہنما پرنس کریم آغاخان کی وضاحت)

○ پیپلزپارٹی والوں کے لئے لمحہ فکریہ!

☆ دہشت گردوں کا جینا حرام کردیں گے (وزیراعظم میاں محمد نواز شریف)

○ .... مگر کب؟

☆ حکومت عوام کو بے وقوف بنانا بند کردے (بے نظیر)

○ اس لئے کہ یہ "خدمت" ہم اپنے دور حکومت میں آخری حد تک سرانجام دے چکے ہیں۔

☆ میں معصوم ہوں۔ (آصف زرداری)

○ سبحان اللہ!--- کیا معصومانہ بیان ہے!!

☆ فرشتے بھی آجائیں تو بیروزگاری' مہنگائی اور کرپشن فوری ختم نہیں ہوسکتی۔ (اعجاز الحق)

○ فرشتے آگئے تو سارا کھیل ہی ختم ہوجائے گا' جناب!

☆ ملزموں کا پیچھا کرنے والا کوئی نہیں (چیف جسٹس ہائی کورٹ)

○ جناب والا! اگر یہ درست ہے تو پھر ہمارے سیاست دان کیا کرتے ہیں؟

☆ پاکستان سکھوں کا "مکہ مدینہ" ہے (خالصہ تحریک کے رہنما گنگا سنگھ ڈھلوں کا بیان)

○ جبکہ یار لوگ تو اب تک پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتے رہے ہیں!

☆ مساجد پر حملہ کرنے والے دہشت گرد ہیں (صوبائی وزیر تعلیم)

○ ایک بہت بڑا "انکشاف"

☆ پیپلزپارٹی نے اعجاز الحق کو قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف بننے کی پیشکش کردی (ایک خبر)

○ "مارشل لاء کی باقیات زندہ باد"۔

☆ پولیس سب سے بڑی ڈکیت اور قبضہ گروپ ہے' (لاہور ہائی کورٹ)

○ پنجاب پولیس کی "حسن کارکردگی" کا اعتراف!

☆ بدمعاش سفید کپڑوں میں ہوں یا پولیس کی وردیوں میں' بچ نہیں سکیں گے (شہباز شریف)

○ دیکھنا چاہئے کہ وزیراعلیٰ کے بیان سے سیاستدانوں کا استحقاق مجروح تو نہیں ہوا؟

دستوری تقاضوں سے انحراف کے باعث ملک ہر سطح پر خلفشار کا شکار ہے ○ جنرل انصاری

کسی حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کی زحمت گوارا نہ کی ○ اسلم سلیمی

حکمران شریعت کی بالادستی قائم کریں.... ورنہ اللہ کے عذاب کا انتظار کریں ○ مولانا محمد اجمل خان

نواز شریف اپنے ماہرین معاشیات کے مشوروں کی بجائے اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سودی نظام کا فوری خاتمہ کریں ○ خورشید گیلانی

اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں سب سے زیادہ اسلام ہی کو نظرانداز کیا گیا ہے ○ حفیظ الرحمٰن احسن

بعض آئینی دفعات نے قرارداد مقاصد کو غیر موثر بنا دیا ہے ○ حافظ عبدالرحمٰن مدنی

تحریک خلافت کے زیر اہتمام الحمراء ہال لاہور میں منعقدہ دستور خلافت سیمینار کا آنکھوں دیکھا حال، مرتب : نعیم اختر عدنان

آج سے نصف صدی قبل دنیا کے نقشے پر ایک نئی مملکت کا ظہور ہوا۔ جسے دنیائے اسلام کی سب سے بڑی مملکت بننے کا شرف واعزاز حاصل ہوا۔ اس نظریاتی مملکت کے قیام کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے بے مثال جدوجہد کی تب کہیں جا کر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ تحریک پاکستان کے زمانے میں ہر مسلمان نے صدق دل سے ایک خواب کی تمنا کی تھی۔ ایک آزاد و خود مختار اسلامی ملک کے قیام کا خواب دیکھا تھا۔ اسی حسین خواب کی تعبیر کے لئے مسلمانوں نے نعرے لگائے تھے جو ان کی تمناؤں اور خواہشات کا عکس تھے کہ "پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ+لا اللہ "۔ دو قومی نظریہ کی بنیاد و اساس پر قائم ہونے والے دنیا کے "یونیک" ملک کی قانون ساز اسمبلی نے 12/ مارچ 1949ء کو "قرارداد مقاصد" کے نام سے ایک دستاویز کی منظوری دے کر پاکستان میں اختیار کئے جانے والے نظام کے بارے میں ٹھوس اور فیصلہ کن بنیاد رکھ دی۔ قرارداد مقاصد کی منظوری کو پاکستان میں دستوری سطح پر نظام خلافت کی ابتدا کہنا چنداں غلط نہیں ہے۔ ملک کو اسلامی ریاست کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے دوسری پیش رفت دینی و مذہبی جماعتوں اور علماء کرام کی طرف سے غیر سرکاری سطح پر عمل میں آئی۔ ملک کے دستور کو مکمل طور پر اسلامی بنانے کے لئے 1950ء میں ملک کی تمام قابل ذکر دینی جماعتوں، مسلکوں اور جید علماء کرام کے اکتیس نمائندوں نے بائیس متفقہ نکات مرتب کر کے اس بحث کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دیا کہ "کس کا اسلام نافذ کیا جائے؟"

قرارداد مقاصد کی منظوری اور بائیس نکات پر جملہ مذہبی عناصر کے مکمل اتفاق کے بعد طویل عرصہ تک حکمران طبقہ کا جھکاؤ اسلامی نظام کی بجائے سیکولر نظام کی جانب رہا۔ خدا خدا کر کے یہ طویل وقفہ یوں ختم ہوا کہ ضیاء الحق مرحوم نے قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنا کر دستور کا قبلہ "معین" کر دیا۔ مگر بعض کوتاہیوں کی وجہ سے قرارداد مقاصد دستور کا باقاعدہ حصہ بن جانے کے باوجود اپنی عملی تاثیر دکھانے سے قاصر رہی۔ گویا وطن عزیز کو اسلامی ریاست بنانے کا کام ہنوز تشنہ تکمیل اور نامکمل ہے اور ابھی بہت سے مراحل طے کئے جانے باقی' ہیں بقول شاعر

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

اس تناظر میں ملکی سیاست میں بالکل غیر متوقع اور حیران کن تبدیلی رونما ہوئی اور پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ ملک کے "سیاہ و سفید" کی مالک و مختار بن گئی۔ امیر

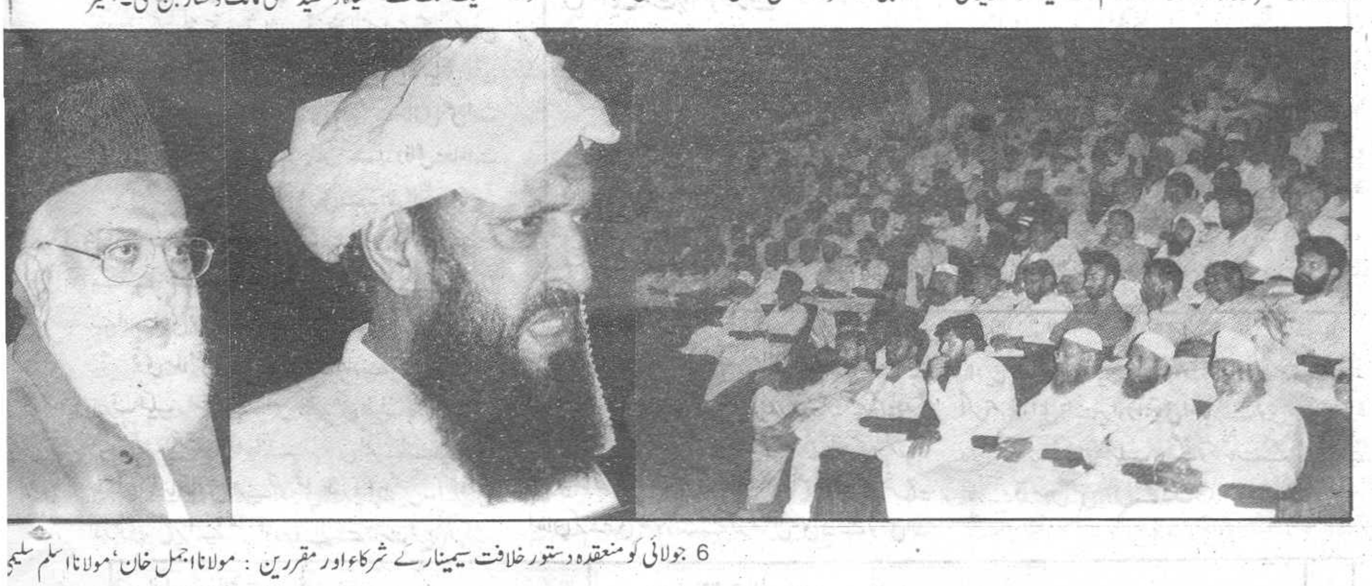

6 جولائی کو منعقدہ دستور خلافت سیمینار کے شرکاء اور مقررین : مولانا اجمل خان، مولانا اسلم سلیمی

تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان نے مسجد دار السلام میں 14/ فروری کو اپنے خطاب جمعہ میں ملک کے حکمران خاندان کو مشورہ دیا کہ کتاب وسنت کی غیر مشروط بالادستی کے قیام کے لئے دستور میں ضروری ترامیم پارلیمنٹ سے منظور کرائیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی زیر قیادت وزیر ہدایت تنظیم اسلامی کے رفقاء اور تحریک خلافت کے معاونین نے پورے ملک میں "تکمیل دستور خلافت" کی مطالباتی مہم کا متانت وسنجیدگی سے آغاز کر دیا چنانچہ اب تک چار لاکھ سے زائد پوسٹ کارڈ وزیر اعظم ہاؤس پوسٹ کئے جا چکے ہیں' علاوہ ازیں بڑی تعداد میں ٹیلی گرام بھی ارسال کئے گئے ہیں۔ ملک کے تمام بڑے شہروں میں تکمیل دستور خلافت کی تائید میں ریلیاں منعقد کی گئیں اور ملک کے طول وعرض میں جلسہ ہائے تکمیل دستور خلافت منعقد کئے گئے۔ الحمراء ہال لاہور میں منعقدہ تکمیل دستور خلافت سیمینار کو اس مہم کا نقطہ عروج بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ 6/ جولائی بروز اتوار صبح نو بجے کا وقت سیمینار کے لئے طے کیا گیا تھا ذیلی حلقہ لاہور کے ناظم پروفیسر فیاض حکیم نے ناظم اعلیٰ جناب عبد الرزاق اور امیر حلقہ جناب ڈاکٹر عبد الخالق کے مشورون اور ہدایات کی روشنی میں سیمینار کے جملہ انتظامی فرائض ادا کئے۔

امیر محترم مدظلہ جنرل انصاری کے ہمراہ 9 بجے سے بھی چند لمحے قبل ہال میں تشریف لے آئے۔ سوا نو بجے سیمینار کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز سے قبل سٹیج سیکرٹری عبد الرزاق نے امیر محترم مدظلہ کو کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کی دعوت دی۔ چند ہی لمحوں کے بعد تحریک کے مرکزی رہنما جنرل ریٹائرڈ محمد حسین انصاری کو بھی سٹیج پر اپنی مخصوص نشست سنبھالنے کے دعوت دی گئی۔ سیمینار کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز قاری مجیب الرحمٰن نے اپنی خوبصورت آواز اور پر سوز لہجے میں قرآنی آیات کی تلاوت سے کیا۔ تکمیل دستور خلافت سیمینار کے افتتاحی مقرر جنرل انصاری کو دعوت خطاب دی گئی۔ جنرل صاحب نے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں خطاب کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی قوم نے خطرات سے نبرد آزما ہونے کا ڈھنگ سیکھ لیا ہے چنانچہ آج پاکستانی دنیا کی معروف قوم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ "کہوٹہ" کے ایٹمی پلانٹ کی وجہ سے پاکستان دشمنان اسلام کی نظر میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی قوم کو قدرت نے تمام صلاحیتوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔ مگر

...ظ الرحمٰن احسن' جنرل (ر) محمد حسین انصاری' حافظ عبد الرحمٰن مدنی اور صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

سیاسی سطح پر انتشار کی وجہ سے ملک کو مطلوبہ قیادت میسر نہ آسکی۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے دستوری تقاضوں سے انحراف و گریز اختیار کرنے کی وجہ سے ملک ہر سطح پر خلفشار کا شکار ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ ہم نے حاکمیت خداوندی کے دستوری تقاضے کو تیس سال تک آئین کے دیباچے میں قید کر کے نفاذ اسلام کے عمل کو روک دیا' لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ حکمران طبقہ اب نصف صدی کے بعد تو قرارداد مقاصد کو دستور پر حقیقی بالادستی عطا کر کے اپنا آئینی و دینی فریضہ سرانجام دے۔ سیمینار کے دوسرے مقرر تحریک اسلامی کے نائب امیر جناب حفیظ الرحمٰن احسن تھے۔ انہوں نے نپے تلے انداز میں حکمران جماعت سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ملک کا قبلہ درست کرنے کے لئے دستور کو مکمل طور پر اسلامی بنانے کے لئے آئین میں مطلوبہ ترامیم کریں۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر کے مسلمانوں نے روٹی کپڑے اور مکان کے لئے تحریک پاکستان کا ساتھ نہیں دیا تھا بلکہ آزاد مملکت کو اسلام کا گہوارا بنانے کے لئے عظیم ترین قربانیاں دی گئی تھیں۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قرارداد مقاصد آئین کا حصہ بننے کے باوجود آج تک پاکستان اسلامی ریاست نہیں بن سکا۔ حفیظ الرحمٰن احسن نے کہا کہ اسلامی نظام کے علاوہ ملک میں کوئی دوسرا نظام استحکام حاصل نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ حکمران جماعت نے جس مستعدی سے اپنے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے ترامیم منظور کرائی ہیں اس جرات سے ملک کے دستور کو اسلامی بنانے کی ترامیم بھی منظور کرائے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں سب سے زیادہ اسلام ہی کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے دستور کو اسلامی خطوط پر استوار کئے بغیر معاشی استحکام کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

تقریب کے اگلے مقرر جماعت اسلامی کے نائب امیر جناب اسلم سلیمی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ موجود ہے۔ مگر آج تک کسی حکومت نے اس ادارے کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ سودی نظام کی وجہ سے آج گندم پیدا کرنے والا علاقہ گندم کی قلت سے دوچار ہے۔ جناب اسلم سلیمی نے کہا کہ انسانی حاکمیت پر مبنی رائج نظام کی وجہ سے ہم قومی سطح پر اللہ تعالیٰ اور رسولؐ سے برسرپیکار ہیں۔ اسی جنگ کے نتیجے میں ملک پر فرقہ واریت' دہشت گردی اور بدامنی کا عذاب مسلط ہو چکا ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے سرپرست مولانا اجمل خان نے ناسازی طبع اور شدید نقاہت کے باوجود کھڑے ہو کر شرکاء سیمینار سے خطاب فرمایا۔ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمد کی کوششوں کو اندھیرے میں جگنو کی روشنی قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہماری اکثریت دین کے محدود تصور کی حامل ہے۔ چنانچہ پاکستان میں آج لسانی' صوبائی' فرقہ وارانہ اور دہشت گردی کے بتوں کی پوجا کی جا رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ سرکاری خزانے کی لوٹ مار حکمرانوں کی عادت ثانیہ بن چکی ہے' لہٰذا "احتساب" کی تلوار ہر کس و ناکس پر بلاامتیاز چلائی جائے۔ مولانا اجمل خان نے کہا کہ حکمران شریعت کی بالادستی کے ذریعے سودی نظام کا فوراً خاتمہ کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جاری جنگ بند کریں ورنہ خدا کے عذاب کا انتظار کریں۔

سیمینار کے اگلے مقرر تحریک احیائے امت کے سربراہ صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی تھے۔ انہوں نے داعی تحریک کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ "ہم سب کے مخدوم و محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مبارک باد کے لائق ہیں کہ ان کی عمر تو روز بروز ڈھل رہی ہے مگر ان کے جذبے روز بروز مچل رہے ہیں۔ پورا ملک نقار خانہ بن چکا ہے جس میں غلبہ اسلام کی آواز "طوطی" کی آواز کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ انہوں نے کہا پچاس سال کا طویل عرصہ بھی کمزور ایمان کے حامل بدنیت حکمرانوں کے لئے ناکافی ثابت ہوا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت ایک آئینی ادارہ ہے جس نے بینک انٹرسٹ کی حرمت کا فیصلہ صادر کیا۔ اب متبادل نظام وضع کرنا حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے اسے علماء اور دینی جماعتوں کے سر پر ڈالنا قطعاً نامناسب ہے۔ گیلانی صاحب نے حکمرانوں کے روائتی طرز عمل کی خوب "خبر" لی اور کہا کہ اپنے شخصی اقتدار کے تحفظ کے لئے ترامیم منظور کراتے وقت حکومت کسی متبادل طریقہ کار کو پیش نظر نہیں رکھتی مگر سود کے خاتمے کے بعد متبادل نظام کے نہ ہونے کا جھوٹا بہانہ گھڑ رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف صاحب اپنے ماہرین معاشیات کے مشوروں کی بجائے اللہ اور رسول کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے کتاب و سنت کی بالادستی قائم کر کے سودی نظام کا خاتمہ کریں۔ صاحبزادہ خورشید گیلانی نے تحریک خلافت کی تکمیل دستور خلافت مہم کی مکمل تائید کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت ہے کہ شریعت کی بالادستی کے قیام کے لئے ایوان کے اندر فیصلہ کر لیا جائے ورنہ پھر یہ مطالبہ میدانوں میں انقلاب کے ذریعے بروئے کار آجائے گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ شریعت کی بالادستی کے لئے ہنگامی بنیادوں پر آئین میں ترامیم کی جائیں۔ جمعیت اہلحدیث کے ناظم تعلیمات جناب عبدالرحمٰن مدنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آئین میں موجود بعض دفعات کے ذریعے قرارداد مقاصد کو غیر موثر کر دیا ہے لہٰذا ایسی دفعات کو بلاتاخیر دستور سے خارج کر کے کتاب و سنت کی بالادستی قائم کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں شریعت کا نفاذ مغربی طریقہ کار سے کرنے کی کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ سیمینار کے آخری مقرر ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ تھے۔ انہوں نے

سیمینار کی جھلکیاں

☆ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ قاری مجیب الرحمٰن صاحب نے موضوع کی مناسبت سے سورۃ المائدہ کے رکوع کی تلاوت کی جس میں نفاذ شریعت کا انتہائی تاکیدی حکم بتکرار وارد ہوا ہے اور شریعت الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو کافر' ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔

☆ سیمینار کی کارروائی شروع ہونے کے پندرہ منٹ بعد پہلے مہمان مقرر مولانا محمد اسلم سلیمی تشریف لائے۔

☆ حسب روایت تحریک خلافت کے مرکزی رہنما جناب ڈاکٹر اسرار احمد اور جنرل (ر) محمد حسین انصاری وقت مقررہ سے پہلے ہال میں موجود تھے

☆ الحمراء ہال میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ خواتین شرکاء کی ایک قلیل تعداد بھی ہال کے پچھلے حصے میں اپنی مخصوص نشستوں پر موجود تھی۔

☆ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل خان نے عارضہ قلب میں مبتلا ہونے اور شدید نقاہت کے باوجود کھڑے ہو کر تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ دین کی بات ہے لہٰذا میں کھڑے ہو کر تقریر کروں گا۔

☆ اس سیمینار میں باوجود حتمی وعدہ کے جن مقررین نے شرکت نہ کی ان میں جسٹس نسیم حسن شاہ' ڈاکٹر رفیق احمد اور ایس ایم ظفر شامل ہیں۔

☆ روزنامہ نوائے وقت کے ایڈیٹر مجید نظامی نے اپنی عدم شرکت کا معذرت نامہ بھیجا۔

☆ سیمینار کے سٹیج سیکرٹری' ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان' جناب عبدالرزاق تھے۔

☆ سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی نمائندگی مولانا عبدالرحمٰن مدنی نے کی۔

☆ پریس نمائندگان اور فوٹوگرافر حضرات کی ایک بہت بڑی تعداد ہال میں موجود تھی۔

☆ ساڑھے تین گھنٹے پر محیط اس سیمینار کو لوگوں نے انتہائی توجہ اور دلچسپی سے سنا۔

☆ سیمینار کے آخر میں داعی تحریک ڈاکٹر اسرار احمد نے صدارتی خطاب ارشاد فرمایا جو ایک گھنٹے پر محیط تھا۔

☆ قرآن کالج کے نادر علی نے کلام اقبال سنایا۔

دستور میں مناسب ترامیم کے ذریعے "سافٹ انقلاب" برپا کیا جا سکتا ہے

سودی معیشت کی وجہ سے ملک کا اقتصادی ڈھانچہ تباہی کے دہانے تک پہنچ چکا ہے

"دستور خلافت کی تکمیل" کے عنوان سے الحمراء ہال میں منعقد ہونے والے سیمینار میں امیر تنظیم اسلامی کے صدارتی خطاب کا پریس ریلیز

لاہور (پ ر) 11 جولائی 1997ء دستور میں ترامیم کے ذریعے قرآن و سنت کو سپریم لاء بنا کر ملک میں "سافٹ انقلاب" برپا کیا جا سکتا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ دو تہائی اکثریت کی حامل مسلم لیگی حکومت دستوری سطح پر شریعت کی بالادستی اور سودی نظام کے خاتمے کے لئے درکار عملی پیش رفت نہ کر کے ملک کو "خونی انقلاب" کی طرف لے جا رہی ہے جس کے نتیجے میں شدید ترین خونریزی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ملک پر پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کی حکومت ہے جس کی قیادت ملک کے شریف اور مذہبی خاندان کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر اب بھی ملک میں اسلامی نظام نافذ کر کے قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل نہ کی گئی تو قومی سطح پر اصلاح احوال کا آخری موقع بھی ضائع ہو جائے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف نے میرے ساتھ ملاقاتوں میں شریعت کی بالادستی کے لئے ناگزیر دستوری ترامیم اور سودی نظام کے خاتمے کا دو ٹوک وعدہ کیا اور راجہ ظفرالحق کو مجوزہ دستوری ترامیم کا بل بھی تیار کرنے کا حکم دیا مگر "پس پردہ ہاتھ" کی وجہ سے شریعت کی بالادستی کا قومی خواب پورا نہیں ہو رہا۔ انہوں نے کہا کہ سودی نظام کے خاتمے کے لئے "حالیہ حکومتی اقدامات" یعنی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ اپیل کی واپسی کا ڈرامہ پوری قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور دھوکہ دہی کے مترادف ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ماضی کے حکمرانوں کی طرح ملک کو اسلامی ریاست بنانے کے عمل میں روایتی غفلت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے اور سودی نظام کے خاتمے کے لئے فوری پیش رفت کرے ورنہ ملک میں خونی یعنی "ہارڈ انقلاب" کا راستہ از خود ہموار ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سودی نظام معیشت کی وجہ سے ملک کا اقتصادی ڈھانچہ بدترین تباہی کے دہانے تک پہنچ چکا ہے۔ اگر قوم نے اجتماعی سطح پر اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے احکامات کے نفاذ کے ذریعے قوم یونسؑ کی طرح اجتماعی توبہ نہ کی تو شدید اندیشہ ہے کہ ملک عنقریب خوفناک اقتصادی بدحالی اور تباہی سے دوچار ہو جائے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ جب تک انقلاب کے آخری اور فیصلہ کن مرحلے کے لئے مطلوبہ افرادی قوت مہیا نہیں ہو جاتی اس وقت تک انفرادی سطح پر دین کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے غلبہ دین کے لئے قائم کسی بھی اسلامی انقلابی جماعت میں شامل ہونا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی انقلابی جماعت کا "نظم" مغرب کے سیکولر جمہوری اصولوں کی بجائے سنت سے اخذ کردہ طریق بیعت پر استوار کیا جانا چاہئے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ایران میں منظم اور غیر مسلح احتجاجی تحریک کے ذریعے انقلاب برپا کر کے انقلاب کے آخری مرحلہ کے لئے لائحہ عمل کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ پاکستان میں بھی دین کی پابندی اختیار کرنے والے لوگوں پر مشتمل ایسی اسلامی انقلابی جماعت اسلامی انقلاب برپا کر سکتی ہے جو تربیت اور تنظیم کے مراحل سے گزر کر انقلاب کے آخری مرحلے کے لئے درکار مناسب افرادی قوت دستیاب ہونے کے بعد موجودہ باطل اور استحصالی نظام کے خاتمے کے لئے ایک بھرپور پرامن اور غیر مسلح احتجاجی تحریک برپا کر سکے۔

اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ اسلامی ریاست کا ہر ادارہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کا پابند ہے لہٰذا دستور اور عدالتی و عائلی قوانین پر بھی کتاب و سنت کو سپریم حیثیت دی جائے۔ داعی تحریک خلافت نے کہا کہ ملک کا

جنہیں غیر موثر کرنے کے لئے دستور کی تطہیر کر کے پاکستان کے دستور کو "دستور خلافت" کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔ امیر محترم کے خطاب کا پریس ریلیز انہی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

اس کے بعد دعوت و اشاعت دین کا مرحلہ ہے۔ انقلابی تنظیم کے افراد دین کی دعوت کو عامۃ الناس تک پہنچائیں۔ انہیں نیکی اور خیر کی تلقین کریں اور معاشرے کو منکرات سے پاک کرنے کے لئے نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کریں۔ جب تک قوت ہاتھ نہ آئے انقلابی جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے کارکن زبان سے برائی کو روکیں لیکن جب قوت دستیاب ہو جائے تو احتجاجی مظاہروں کے ذریعے نفاذ دین کے مطالبے پر مبنی عدم تعاون کی تحریک شروع کی جائے گی جو غیر متشدد ہو گی۔ آخر میں انقلابی جماعت نظام باطل کے خلاف غیر مسلح بغاوت کرے گی۔ اس کی ایک سامنے کی مثال ایران کا انقلاب ہے۔ جس میں ایرانی عوام غیر مسلح ہو کر سڑکوں پر نکل آئے۔ فوج نے گولیاں چلائیں اور 30 ہزار افراد قتل ہوئے — لیکن بالآخر حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور شہنشاہ کو ملک سے فرار ہونا پڑا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو دین حق کے نفاذ کا یہی عملی طریقہ ہے۔

بقیہ : اداریہ

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

کے مصداق بیرونی قرضوں کے سود کی ادائیگی کا سامان بھی ہو جائے گا اور اندرون ملک ترقیاتی منصوبوں کے لئے بھی معقول سرمایہ بچ رہے گا۔ اس لئے کہ حالیہ بجٹ میں اندرون ملک سودی قرضوں کی ادائیگی کی مد میں ڈیڑھ صد بلین سے زائد رقم مخصوص کی گئی ہے۔ یہ خطیر رقم دیگر ضروری مصارف میں خرچ کی جا سکے گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس طرح اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ کی وہ حالت جس میں ہم گزشتہ پچاس برس سے مبتلا ہیں، ختم ہو جائے گی اور ہم اللہ کی رحمت و نصرت کے سچے امیدوار بن سکیں گے۔ اس کے نتیجے میں اس قوم میں اور اس قیادت میں جس کے ہاتھوں یہ نیک کام سرانجام پائے گا، ایمان و یقین اور جذبہ عمل کی وہ کیفیت پیدا ہو جائے گی کہ پھر اللہ کی نصرت و تائید کے بھروسے پر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کی مخالفت بھی ان کے قدموں کو ڈگمگا نہ سکے گی ؎

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہماری قیادت بھی ضعف ایمانی کے اسی مرض میں مبتلا ہے جس میں قوم کی ۹۰ فیصد آبادی مبتلا ہے۔ یعنی وہی "دیرینہ بیماری، وہی نامحکمی دل کی" — لیکن بہرصورت "علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی!"

ہفتہ رفتہ کی اہم خبریں

الخلیل میں اسرائیلی فوجیوں نے قرآن پاک کے 6 نسخے شہید کر دیئے ○ فلسطینیوں کا شدید احتجاج

الخلیل میں اسرائیلی فوجیوں نے قرآن پاک کے 6 نسخے شہید کر دیئے ہیں اور رنگ میں ڈبونے کے بعد ایک سکول میں پھینک دیئے۔ جس کے بعد قصبے میں فلسطینی نوجوانوں اور اسرائیلی فوجیوں کے درمیان جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ فوجیوں نے ربڑ کی گولیاں چلا کر 13 فلسطینیوں کو زخمی کر دیا۔ واضح رہے کہ چند روز قبل بھی ایک اسرائیلی عورت نے حضور اکرمؐ کی شان میں بدترین گستاخی کی تھی۔ الخلیل کے ایلعقوبیہ گرلز سکول کی ہیڈ مسٹرس نے بتایا کہ اسرائیلی فوجیوں نے جمعہ کو حملے کے دوران سکول کی میزیں اور کرسیاں توڑ دیں اور دیواروں پر نازیبا نعرے لکھے۔ انہوں نے کہا کہ جب میں ہفتہ کے روز سکول گئی تو میں نے قرآن پاک کے نسخے شہید حالت میں پائے۔ فلسطینی میئر مصطفیٰ ناتشی نے کہا کہ اسرائیلی فوجی اس سانحہ کے ذمہ دار ہیں۔ علاقے میں زبردست کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔

کراچی میں زبردست آپریشن' اس واقعے سے ایم کیو ایم اور پیپلزپارٹی سمیت کئی جماعتوں کے سینکڑوں کارکن گرفتار

کے ای ایس سی کے ایم ڈی ملک شاہد حامد کے قتل کے بعد پولیس نے کراچی میں وسیع پیمانے پر کریک ڈاؤن شروع کر دیا ہے۔ جس کے تحت پانچوں اضلاع میں گرفتاریاں کی گئیں ہیں۔ مختلف جماعتوں کے 300 کے لگ بھگ کارکن گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ پورے شہر میں نقص امن کے تحت چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ اہم شاہراہوں اور سڑکوں پر پولیس اور رینجرز کے دستے تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ جگہ جگہ گاڑیوں کو روک کر تلاشی لی جا رہی ہے۔ حساس علاقوں میں حفاظتی انتظامات سخت کر دیئے گئے ہیں۔ کے ای ایس سی کے ایم ڈی ملک شاہد حامد کے قتل کے بعد ہفتہ اتوار کی درمیانی شب ایم کیو ایم کے دونوں گروپوں کے ایک سو سے زائد افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ نائن زیرو کے ایک ترجمان کے مطابق ان کے درجنوں کارکنوں کو حراست میں لیا گیا ہے۔ ایم کیو ایم حقیقی نے بتایا ہے کہ ان کے تقریباً 65 افراد کو حراست میں لیا گیا ہے۔ انہوں نے گرفتاریوں کی مذمت کرتے ہوئے ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ (نوائے وقت : 7 جولائی)

نصاب فرسودہ ہو چکا ہے' اس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں

لاہور بورڈ کے میٹرک کے امتحان کے نتائج میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات نے مجموعی طور پر موجودہ نصاب کی تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ پرانا اور فرسودہ نصاب آج بھی ہمارے گلے پڑا ہوا ہے۔ جس کا عملی زندگی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ ملکی ترقی کے لئے ہمیں موجودہ فرسودہ نصاب کو لازماً تبدیل کرنا ہو گا۔ اول پوزیشن لینے والے طالب علم اسد سیال نے کہا ہے کہ نقل کا رجحان بڑا خطرناک ہے۔ نقل کے ذریعے پاس تو ہوا جا سکتا ہے لیکن حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ طلبا نے کہا کہ معیار تعلیم کی پستی کی وجہ نصاب ہے جس کی تبدیلی ناگزیر ہو چکی ہے۔ ہمارے نصاب کو جدید علوم سے ہم آہنگ ہونا چاہئے۔ (نوائے وقت : 6 جولائی)

اسمبلی توڑنے کا صدارتی اختیار ختم ہونے سے "چیک اینڈ بیلنس" ختم ہو گیا ○ اعجاز الحق

پاکستان مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر جناب اعجاز الحق نے کہا ہے کہ B-2-58 کے خاتمے کا بل جلدی میں منظور کرایا گیا ہے۔ اگر اس پر بحث ہو جاتی تو اس کی نوک پلک مزید درست ہو سکتی تھی تاہم اب بھی اس میں اصلاح ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے اندر یہ بات کہ تاکہ سویلین ڈکٹیٹر شپ آجائے گی غلط ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے آئین میں ترامیم کیں۔ اگر آپ جمہوریت کو ڈکٹیٹر شپ بنانے کی کوشش کریں گے تو نہ صرف وزیر اعظم بلکہ اس کی پوری جماعت کو نقصان ہو گا۔ جیسا کہ 1977ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کو نقصان پہنچا۔ چیک اور بیلنس کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں اعجاز الحق نے کہا کہ آٹھویں ترمیم کی شق B-2-58 کے خاتمے کے بعد چیک اینڈ بیلنس کا نظام ختم ہو گیا ہے۔ اب تمام ذمہ داری پارلیمنٹ' حکومت اور وزیر اعظم پر ہو گی۔ خدانخواستہ اگر اب کوئی بحران پیدا ہوا تو اس کی روک تھام کے لئے نیشنل سیکورٹی کونسل یا کوئی ایسا فورم ہونا چاہئے جہاں باہم صلاح مشورہ کیا جا سکے۔ صدر' وزیر اعظم اور آرمی چیف کے مابین ایسا رابطہ ہونا چاہئے جس سے بحران سے نمٹا جا سکے۔ (جنگ : 8 جولائی)

اسلام مکمل رہنمائی کرنے والا واحد فلسفہ حیات ہے ○ نیلسن منڈیلا

اسلام ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جسے ہر قسم کے مخالفانہ رویئے اور تعصب سے بے نیاز ہو کر حقیقت پسندانہ انداز میں پرکھنے اور سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ اسلام ایک واحد ایسا فلسفہ حیات ہے جو انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی کرتا ہے اور یہ ایک ایسی رہنمائی ہے جو انسانی بھلائی سے عبارت ہے۔ ان خیالات کا اظہار ساؤتھ افریقہ کے صدر نیلسن منڈیلا نے آکسفورڈ میں واقع اسلامی سٹڈیز سنٹر میں اپنے اعزاز میں دیئے گئے عصرانہ میں کیا۔ مسٹر منڈیلا نے کہا کہ غیر اسلامی مذاہب سے وابستہ لوگ اور بالخصوص اہل مغرب اسلامی طرز زندگی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ براعظم افریقہ میں لوگ جوں جوں اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں وہ اسلام کے قریب ہوتے جا رہے ہیں اور اگر اہل مغرب بھی اس عظیم عالمی مذہب کا عمیق طریقہ سے مطالعہ کریں تو ان کے دلوں میں اسلام کے متعلق جو ناحق بدگمانیاں اور وسوسے پائے جاتے ہیں' ان کا ازالہ ناگزیر ہو گا اور میں یہ بات بڑے دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ یہاں (مغرب) میں بھی اسلام کا بتدریج فروغ یقینی ہو گا۔ عصرانہ میں شریک مختلف مذاہب کے مقتدر سیاستدان' دانشور' ماہرین تعلیم اور ممتاز صحافی شامل تھے' انہوں نے کہا کہ مغرب میں اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں اور خدشات پائے جاتے ہیں وہ قطعی بے جواز ہیں اور اگر اہل مغرب مفاہمت کے جذبے سے اسلام کا مطالعہ کریں گے تو انہیں پتہ چلے گا کہ یہ مذہب انسانی سربلندی اور عظمت کا روپ ہے اور اس کا یہ پیغام تمام کائنات کے لئے ہے۔ نیلسن منڈیلا کے اس خطاب کو برطانیہ کے مذہبی حلقوں میں بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ (13 جولائی' نوائے وقت)

گنی کا جعلی وزیر پندرہ کلو ہیروئن لے گیا

پاکستانی حکومت کو بے وقوف بنا کر ایکوٹوریل گنی کے وزیر اطلاعات کی حیثیت سے پاکستان کا سرکاری دورہ کرنے والا منشیات کا "سمگلر نکلا" جسے پاکستان سے واپس جاتے ہوئے میڈرڈ ایئرپورٹ پر سپین کی پولیس نے 15 کلو ہیروئن برآمد کر کے گرفتار کر لیا۔ مسٹر سینوش پال ناگنڈا نے جولائی کے پہلے ہفتے میں پاکستانی حکومت کو بے وقوف بناتے ہوئے پاکستان کا دورہ کیا جس کے دوران اس کی صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری اور وزیر خزانہ سرتاج عزیز سے ملاقاتیں بھی کرائی گئیں۔ اس جعلی وزیر نے لاہور اور اسلام آباد میں ضیافتیں اڑائیں اور اعلیٰ حکام سے دو طرفہ تعلقات پر تبادلہ خیال بھی کیا۔ پاکستان سے روانگی کے موقع پر جعلی وزیر نے اپنا یہ بیان بھی جاری کیا کہ ہمارا ملک دونوں ممالک کے درمیان تجارتی معاہدوں کے لئے اپنا سفارت خانہ اسلام آباد میں کھولنے کے لئے تیار ہے۔ (11 جولائی' خبریں)

اندرون ملک قرضوں پر سود کی ادائیگی کو غیر اسلامی قرار دینے سے 153 بلین روپے کی بچت ہو گی

ملک سے سودی نظام کے خاتمے کا یہ بہترین موقع ہے

سود کا خاتمہ اور میاں محمد نواز شریف

تحریر : ایم اے نیازی اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے موجودہ بینکاری نظام کو غیر اسلامی قرار دیئے جانے کے فیصلے کے خلاف اپیل واپس لینے کے حالیہ حکومتی فیصلے کی جتنی پذیرائی ہونی چاہئے تھی' غالباً وہ نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ نواز حکومت کا یہ اقدام بہت ہی جرات مندانہ اور حوصلہ افزا ہے۔

اس وقت اگر نظر دوڑائیں تو پوری دنیا میں کسی ایک جگہ بھی بلاسود بینکاری کا نظام آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ ایران اور سعودی عرب میں بھی جہاں شریعت سپریم لاء ہے سودی بینک کام کر رہے ہیں۔ ان حالات میں کسی حکومت کا اس سے بڑا کوئی اقدام نہیں ہو سکتا کہ وہ ملک بلا سود بینکاری نظام لانے کا ارادہ ظاہر کرے۔

ضیاء دور میں ۱۹۸۴ء مارک اپ کے نام سے سود کے خاتمے کا جو آغاز کیا گیا تھا وفاقی شرعی عدالت نے اسے فراڈ کہہ کر حکومت کو یکم جولائی ۱۹۹۲ء تک مہلت دی کہ اس دوران غیر سودی نظام لانے کا بندوبست کرے لیکن حکومت نے سپریم کورٹ میں درخواست دے دی کہ اس کے شریعت اپیلیٹ بینچ کی طرف سے ساعت تک حکم امتناعی جاری کیا جائے اور اس طرح یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

پاکستان کی سیاست میں غیر سودی نظام کو کوئی اہمیت حاصل نہیں' دونوں بڑی سیاسی جماعتوں نے پچھلے دو عام انتخابات کے مواقع پر کبھی بھول کر بھی اس مسئلے کا نام نہیں لیا۔ جماعت اسلامی نے اپنی مہم کے دوران ضرور اس کا ذکر کیا مگر ثانوی درجے میں۔ اس کے نزدیک بھی سرفہرست افراط زر اور احتساب جیسے مسائل تھے۔

چنانچہ میاں نواز شریف کا قوم کے نام اپنے پہلے خطاب میں سود کے خاتمے کے لئے کمیشن قائم کرنے کا وعدہ بظاہر اس مسئلے کو پس پشت ڈالنے کا ایک روایتی حربہ تھا لیکن اس کے باوجود ان کا یہ اقدام اس لئے قابل ستائش ہے کہ نہ تو یہ مسئلہ کہیں قومی سطح پر موجود تھا اور نہ اس کے لئے ان پر کوئی سیاسی دباؤ تھا البتہ سود کے مسئلے کی اسلام میں اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس کی تفصیلات سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور صدیوں سے یہ مسئلہ زیر بحث چلا آرہا ہے۔

بعد ازاں اپیل واپس لینے اور وفاقی شرعی عدالت سے دو سال کی مہلت طلب کرنے کے حکومتی فیصلے سے اس بات کی مزید تائید ہوتی ہے کہ حکومت ملک میں ایک ایسا مالیاتی نظام لانے کی کوشش کر رہی ہے جو ابھی ناآزمودہ ہے۔ حالانکہ سوچا جائے تو غیر سودی نظام قائم کرنے سے نواز شریف صاحب کی مقبولیت میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا۔ لوگ موجودہ بینکنگ نظام کے عادی ہو چکے ہیں انہیں اس سے کوئی پریشانی لاحق نظر نہیں آتی کہ اسلام میں سود حرام ہے اگر ایسے کچھ افراد یا ادارے ہیں بھی تو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ لوگ غیر سودی نظام کے مخالف بھی نظر نہیں آتے بشرطیکہ حکومت اسے کامیابی سے چلا کر دکھا سکے۔ دراصل یہی وہ رکاوٹ ہے جس کو دیکھتے ہوئے ماہرین یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ان حالات میں کوئی نیا تجربہ کرنے کی بجائے موجودہ نظام کو چلنے دیا جائے اور کوئی بڑا خطرہ مول نہ لیا جائے۔

اگر نواز شریف صاحب یہ تبدیلی صرف اپنے طور پر لانا چاہتے ہیں جیسا کہ انہوں نے شادی بیاہ کے موقع پر دعوتوں اور سگریٹ نوشی پر پابندی لگانے کا کیا ہے' جن کا کہیں کوئی عوامی مطالبہ نہیں ہو رہا تھا تو کسی نے ان کی مخالفت بھی نہیں کی (سوائے شادی ہال کے مالکان اور سگریٹ بنانے والوں کے) تو معاملہ قدرے مختلف ہو گا۔ اس لئے کہ سودی نظام کے خاتمے کی صورت میں بینکار' صنعت کار' تاجر اور بینک میں روپیہ رکھنے والا ہر ایک یہ سوچنے پر مجبور ہو گا کہ اس کے کسی مفاد پر زد تو نہیں پڑتی بلکہ کم و بیش ملک کا ہر شہری اس تبدیلی سے متاثر ہو گا کیونکہ بالفعل پوری ملکی معیشت میں تبدیلی واقع ہو گی۔

دیکھنا یہ ہے کہ اسلام پسندی کے علاوہ نواز شریف کے پاس کوئی مناسب معاشی وجوہ بھی ہیں جن کی بنا پر وہ یہ تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ اس وقت جتنے بھی غیر سودی ماڈل موجود ہیں ان میں سے کسی کو بھی اپنا لیں اس کے کچھ لازمی نتائج برآمد ہوں گے جن میں ایک اہم نتیجہ یہ ہو گا کہ بینکوں کو لامحالہ ملکیت پر مبنی سرمایہ کاری equity financing کی طرف آنا ہو گا جس سے ان کی نوعیت یکسر بدل جائے گی۔ بینکوں کو خود کاروبار چلانے میں شامل ہونا پڑے گا' یہ الگ بات ہے کہ بعد میں وہ اپنا حصہ فروخت کر دیں۔

دوسرا اہم معاملہ یہ ہو گا کہ اس کے بعد حکومت کے لئے خسارے کی سرمایہ کاری ممکن نہیں رہے گی اگرچہ اسے رکاوٹ شمار نہیں کرنا چاہئے۔ اگر موجودہ مالی سال کے اعداد و شمار کو سامنے رکھیں تو 1.1 ٹریلین روپے کے وفاقی قرضوں کی منسوخی سے اس مد میں 153 بلین روپے کے سود کی ادائیگی نہیں کرنی پڑے گی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ موجودہ خسارہ 130 بلین روپے کا ہے گویا بیرونی قرضوں پر 95 بلین روپے سود کی قسط ادا کرنے کے بعد بھی 20 بلین روپے بچ رہیں گے۔ چنانچہ حکومت بیرونی قرضوں پر سود ادا کرنے کا وعدہ نبھاتی رہے تب بھی کم از کم اسے مزید بیرونی قرضے حاصل کرنے سے تو نجات مل جائے گی۔ اس کے بعد بیرونی سرمایہ صرف شراکت equity کی بنیاد پر آئے گا۔

تاہم یہ 1.1 ٹریلین روپے چونکہ زیادہ تر ٹریژری بلوں کی شکل میں پاکستانی بینکوں کے پاس رہن رکھے ہوئے ہیں جو ان بینکوں میں جمع شدہ رقوم کو نقدی کی شکل میں ظاہر کرتے ہیں لہٰذا وہ نقدی liquidity ختم ہو جائے گی۔ اب اس کی تلافی کی ایک ہی صورت نظر آتی ہے کہ حکومت اراضی اور عمارات کی شکل میں موجود سرکاری اثاثے بینکوں کو منتقل کر دے جو ایک انتہائی نازک معاملہ ہے کیونکہ اس میں بھی اگر ہماری روایتی کوتاہی یا کرپشن آڑے آئی جس کا کہ بہت زیادہ امکان ہے تو کرنسی کا خوفناک بحران پیدا ہو گا جو سارے معاشی ڈھانچے کو درہم برہم کر کے رکھ دے گا۔

حکومت کے پاس اس کا ایک متبادل یہ ہے کہ اندرونی قرضوں کو غیر اسلامی قرار دے کر ان کی ادائیگی روک دے۔ مگر بعض لوگوں کا یہ خیال کہ یہ عمل بینکوں کی تباہی پر منتج ہو گا اور رائے عامہ کا اس پر زبردست منفی رد عمل ہو گا۔ بہرحال سودی نظام کے خاتمے سے افراط زر قابو میں آ جائے گا۔ صنعت و تجارت کو فروغ حاصل ہو گا' نادہندگان کا مسئلہ خوش اسلوبی سے طے پا جائے گا' پاکستان کی معیشت اس وقت ویسے بھی دگرگوں ہے اور نواز شریف بھی اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ خطرات سے ڈرنے والے نہیں ہیں' ملک کے مفاد میں ہر چیلنج قبول کرنے کو تیار ہیں۔ لہٰذا ملک سے سود کے خاتمے کا یہ بہترین موقع ہے۔

(دی نیوز 11 جولائی 1997ء)

تیس روزہ قرآنی تربیت گاہ میں شریک طالب علم کے تاثرات

اپنی تحریر کا آغاز اس ہستی کے مبارک نام سے کرتا ہوں جو دلوں کے راز جاننے والی ہے۔ اسی نے ساری کائنات کو پیدا کیا اور اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے۔ لاکھوں درود و سلام ہوں اس مبارک ہستی پر جو رحمت للعالمین بن کر آئے۔ اور اپنی امت کو "الھدیٰ" دے کر اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپؐ یہ ہدایت فرما گئے کہ اس کو تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے لیکن اس کے برعکس آج امت مسلمہ اپنے نبی کی اس وصیت کو بھلا بیٹھی اور قرآن سے دوری اختیار کر بیٹھی۔

اسی چیز کا شکوہ رسول رحمتؐ اللہ کی بارگاہ میں ان الفاظ میں فرمائیں گے۔ "اے میرے رب میری اس قوم نے قرآن سے مجوری اختیار کر لی تھی" (القرآن 30/25) انہیں خیالات کو علامہ اقبال نے بھی پیش کیا اور امت مسلمہ کی ذلت و رسوائی کا اصل سبب "مجوری قرآن" بتایا۔ وہ کہتے ہیں کہ "اے امت مسلمہ! آج تو قرآن کو چھوڑنے کے باعث ذلت و رسوائی سے دوچار ہے جب کہ تو اپنی اس ذلت و رسوائی کا شکوہ زمانہ کی گردش کو سمجھتی ہے"۔

مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن کو اپنا امام بنائے رکھا وہ دنیا کے امام بنے رہے لیکن جب انہوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا تو غیر اقوام ہم پر غالب آ گئیں۔ اس ذلت و رسوائی سے نجات کا واحد راستہ قرآن کے ساتھ اپنا مضبوط تعلق پیدا کرنے اور اسے اپنا رہنما بنانے میں ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کا شعور اس وقت ہوا جب میں نے انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام منعقدہ 30 روزہ قرآنی تربیت گاہ میں شرکت کی۔ یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ موجودہ مغربی تعلیم نوجوان نسل کو مایوسی اور محرومی کا شکار کر رہی ہے اور ان کی خودی کو بیکار کرتی جا رہی ہے۔ دین و اخلاقیات سے بیزار تعلیم سے طالب علموں کی زندگی میں نہ جوش عمل پیدا ہوتا ہے نہ آنحضورؐ کی محبت کی شمع روشن ہوتی ہے۔

اس قرآنی تربیت گاہ کے روحانی اور علوم قرآنی سے لبریز نورانی ماحول میں آ کر دل کی ایسی تطہیر ہوئی گویا کہ بھٹکے ہوئے راہی کو اس کی منزل مل گئی ہو۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ اس طاغوتی نظام تعلیم' امت کی زبوں حالی' اخلاقی و تہذیبی پستی کا واحد علاج صرف اور صرف قرآنی علم و فہم کو عام کرنے میں پوشیدہ ہے۔ قرآنی تربیت گاہ کے قابل قدر اساتذہ کرام محترم جناب مختار حسین فاروقی' ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی' ڈاکٹر منظور حسین' چودھری رحمت اللہ بٹر اور پروفیسر تاثیر وجدان صاحبان نے جس خلوص اور محبت سے ہمارے سامنے قرآنی علم و حکمت کے موتی بکھیرے اور قرآن و حدیث کے فہم سے روشناس کرایا' وہ انتہائی قابل ستائش ہے۔ یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے ہے پیدا
علم ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

ہماری تربیت گاہ کے مراحل اس طرح طے ہوئے۔

☆ قرآن کے علم و حکمت کو سمجھنے کے لئے سب سے بنیادی چیز عربی زبان کی تحصیل ہے اس کے بغیر قرآن کو نہیں سمجھا جا سکتا۔

☆ مطالعہ قرآن و حدیث۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے حصول کا اولین ماخذ قرآن و حدیث کا مطالعہ ہے۔

☆ تاریخ اسلام۔ امت مسلمہ کے عروج و زوال کی جدید انداز میں ناقدانہ و مصلحانہ تعلیم۔

☆ اقبالیات۔ اقبال کا پیغام مسلمان نوجوانوں کے نام علامہ کی آفاقی شاعری کا مفہوم واضح ہوا۔

☆ سوال و جواب کی نشست۔ اس منتشر اور گھمبیر دور میں ذہن انسانی میں ابھرنے والے سوالات کے پرمغز و مدلل جوابات کے حصول کا ذریعہ۔

☆ دعوت دین و فلسفہ انقلاب اور فن تقریر و مضمون نگاری جیسے اہم مضامین پڑھائے گئے۔ غرضیکہ اس قسم کی تربیت گاہیں اس بے راہ روی کے دور میں مادر پدر آزادی کے آگے بند باندھنے میں موثر ترین ذریعہ بن سکتی ہیں۔ تنظیم اسلامی مسلمانوں کو ان کے مقصد حیات اسلامی نظام حکومت و ریاست یعنی خلافت کے نظام کے قیام سے آگاہ کرتی ہیں۔ اسلامی ریاست اور ایک پرامن معاشرہ قائم کر کے ایک ترقی یافتہ اور اعلیٰ اخلاق کی متحمل امت وسط کی شکل اختیار کرے گی اور شہداء علی الناس بن کر انسانیت کے لئے دنیوی و اخروی فلاح کے نمونہ کی گواہ ہو گی۔

رپورٹ : ڈاکٹر عبدالنعیم' ڈیرہ غازی خان

شہر اقبال سیالکوٹ میں "بلالی اذان"

اسلام انفرادی سطح پر انسان کو اللہ سے جوڑتا ہے تاکہ وہ آخرت میں کامیاب ہو جائے جبکہ اجتماعی سطح پر معاشرے کو خالق کے قریب لاتا ہے تاکہ معاشرے میں انصاف اور امن قائم ہو۔ ان خیالات کا اظہار معروف نوجوان مسلم اسکالر باسط بلال کوشل نے 6 جولائی بروز اتوار شہر اقبال سیالکوٹ میں منعقدہ ایک سیمینار میں کیا۔ اس سیمینار کا انعقاد تنظیم اسلامی کے رفقاء نے سیرت اسٹڈی سینٹر سیالکوٹ کے تعاون سے کیا تھا۔ سیمینار کا عنوان تھا :

The Modern Predicament of Religion,
The post Modern destiny of Islam in
the light of Seerat-e-Tayyabah)

پروگرام کے لئے شام 45-7 کا وقت مقرر تھا مگر لوڈشیڈنگ کی بدولت پروگرام ایک گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا۔ پروگرام کا آغاز قاری عبدالعزیز نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ بعد ازاں اسٹیج سیکرٹری کمانڈر (ریٹائرڈ) محمد طفیل نے معزز مہمان مقرر کا تعارف کرایا اور انہیں دعوت خطاب دی۔ باسط بلال نے کہا کہ جدید سائنس نے انسان کو ان دیکھے (invisible) حقائق کی دہلیز تک پہنچا دیا ہے لیکن وہ غیبی حقائق کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ یہ مذہب ہے جو غیب میں موجود حقائق کی وضاحت کرتا ہے۔ تمام حقیقی مذاہب خالق کائنات' سلسلہ وحی اور آخرت کے بنیادی اصولوں پر قائم ہیں۔ مذہب کی تعلیمات اصلاً اسی فرد کے لئے سودمند ہیں جو "متقی" ہو اور "ایمان بالغیب" کا حامل ہو۔ فلسفہ و سائنس کے جدید ماہرین اب یہ بات تسلیم کرنے لگے ہیں کہ حواس خمسہ اور منطقی توجیح (Logical Recogning) کے علاوہ سائنسی معلومات کے حصول کے لئے وجدان (Intution) کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ یہ وجدان مذہبی اصطلاح "کشف" کے قریب تر ہے۔ اس کشف کی اعلیٰ ترین اور محفوظ شکل کا نام وحی ہے۔ یوں مذہب اور سائنس ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہیں۔

انہوں نے مذہب کے بارے میں مغربی مفکرین کے طرز فکر کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ مذہب بیزاری جو کبھی محض "اقلیت" کا شیوہ تھا اب اکثریت کا چلن بن چکی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے امریکی مفکر رابرٹ ایلن ووڈ (Robert Elun Wood) کے حوالے سے کہا کہ دنیا کے تمام مذاہب اپنے دور اختتام (Death stage) سے گزر رہے ہیں' سوائے اسلام کے جو کہ اس وقت مرحلہ اصلاح (Reformative stage) میں ہے۔ انہوں نے پر شکوہ الفاظ میں دعویٰ کیا کہ مغربی تہذیب کی یلغار کی بدولت مسلمانوں میں پیدا ہونے والی بیزاری کے آثار اور احادیث نبویہ ﷺ اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ مستقبل اسلام کا ہے اور نظام خلافت لازماً قائم ہو کر رہے گا۔ انہوں نے اپنے لیکچر کے آخر میں کہا کہ تمام مسلمانوں کی یہ دینی ذمہ داری ہے کہ وہ صرف نماز' روزے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اسلام کے غلبہ کی کوشش کے لئے کسی منظم جماعت میں شامل ہوں۔ جو مسلمان ایسا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ اور امت مسلمہ دونوں کا مجرم ہے۔ لیکچر کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ اس سیمینار کی صدارت شہر سیالکوٹ

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۲، شمارہ ۲۴
سالانہ زرتعاون -/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے ادارت:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

فرشتے ہماری مدد کو کیوں نہیں آئیں گے؟

نعیم اختر عدنان

حکومت کے طرف سے قومی اخبارات میں بڑے تسلسل کے ساتھ ایک اشتہار شائع ہو رہا ہے۔ جس کا عنوان بڑا چونکا دینے والا ہے وہ یہ کہ "فرشتے ہماری مدد کو نہیں آئیں گے۔" ملک و قوم کا ہر بہی خواہ دل سے اس بات کا آرزو مند ہے کہ پاکستان دنیا میں عزت و سربلندی کے مقام پر فائز ہو، پاکستان پوری دنیا کے لئے مینارہ نور اور لائٹ ہاؤس بنے۔ ظاہر ہے ایسی اچھی خواہش سے کسی کو کیونکر اختلاف ہو گا۔ مگر اچھی خواہشوں کی تکمیل کے لئے درکار ناگزیر تقاضوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ یہ بات اب بلا اختلاف تسلیم کی جاتی ہے کہ پاکستان جس اعلیٰ ترین مقصد کی تکمیل کے لئے معرض وجود میں آیا تھا، وہ ہنوز شرمندہ تعبیر ہے۔ ماضی میں ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں ملک کا قبلہ درست ہونے کی امید پیدا ہو گئی تھی مگر گیارہ سالہ طویل عرصے کے بعد بھی ملک و ملت کے بہی خواہوں کی حالت ع "خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا" کے مصداق تھی۔ پھر دختر نیک اختر ہی نہیں بلکہ "دختر مشرق" کا عہد حکومت دو دفعہ کالی گھٹا بن کر ملک کے پورے افق پر چھا گیا۔ اس تاریکی سے فاروق لغاری جیسے "جیالے" کو بھی وحشت ہونے لگی اور اس نے نہ جانے کیسے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنی ہی پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کو ایوان اقتدار سے رخصت کر دیا۔ بے نظیر صاحبہ اپنی اس جبری رخصتی کو غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری اقدام قرار دیتے ہوئے ملک کی سب سے بڑی عدالت کے در پر حاضر ہو گئیں۔ مگر عدالت عظمیٰ نے لغاری کے ہاتھوں محترمہ کی رخصتی کو ہر لحاظ سے درست قرار دے کر صدارتی اقدام کو صائب فیصلہ قرار دے دیا۔ آئین کے مطابق عوام کی عدالت میں ماضی کے حکمرانوں کی پیشی ضروری تھی۔ لہٰذا رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ووٹروں نے پیپلز پارٹی کا غیر جانبدارانہ اور شفاف احتساب کر ڈالا۔ پاکستان کے باشعور عوام نے میاں نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ کی (جو ملک کی بانی جماعت بھی ہے) بے مثال تائید کر کے اپنوں اور بیگانوں سب کو حیران کر دیا۔ میاں نواز شریف نے ملک کی تعمیر و ترقی اور قومی خوشحالی کے لئے کھوکھلے نعرے لگانے کی بجائے ٹھوس منصوبہ بندی کی غرض سے سیاسی افراد کی نمائشی کابینہ بنانے کی بجائے مختلف شعبوں کے ماہرین کی مختصر کابینہ تشکیل دی۔ یہ کابینہ ملک کے ابتر معاشی حالات کو درست کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ حکومت نے کئی شعبوں میں انقلابی انداز کے اقدامات کئے ہیں۔ البتہ سودی معیشت کی وجہ سے قرضوں کا ناقابل برداشت بوجھ ایک ایسا عقدہ لاینحل بنا ہوا ہے کہ جس کے بغیر اصلاح احوال کی کوششیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتیں۔ ہماری قومی آمدنی کا بڑا حصہ قرضوں کی اقساط کی واپسی اور سود کی ادائیگی کی نذر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حکومت نے ملک کی معیشت کی اصلاح کے لئے رضاکارانہ ٹیکس پالیسی پر انحصار کیا ہے، اس پالیسی کی عکاسی کے طور پر حکومت کئی ایک اشتہارات شائع کروا رہی ہے، انہیں اشتہارات میں سے ایک کی عبارت ہم نے اوپر نقل کی ہے کہ "فرشتے ہماری مدد کو نہیں آئیں گے۔" موجودہ حکومت کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اگر سودی نظام کو خلوص نیت کے ساتھ ختم کرنے کا فوری فیصلہ کر لے تو اس کے نتیجے میں ہماری وہ جنگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے ہو رہی ہے، ختم ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں ملک کے دستور میں قرارداد مقاصد کے منافی دفعات کو غیر موثر قرار دے کر قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کے لئے دستور میں ترامیم کر دی جائیں تو ملک کا اسلامی تشخص مضبوط ہو جائے گا اور ہم اپنی منزل کی طرف محو سفر ہو جائیں گے۔ قرآن و سنت کی بالادستی اور سودی نظام کے خاتمے سے پوری قوم "اہل تقویٰ" کی صف میں کھڑی ہونے کے قابل ہو جائے گی اور پھر قرآن کا یہ فرمان ہم پر صادق آ جائے گا کہ "ولوان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کے لئے آسمان و زمین سے برکات کے دروازے کھول دیتے۔ لہٰذا اگر ہم قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لا قرار دے کر اپنے ایمان کا ثبوت فراہم کر دیں اور سودی نظام کو ختم کر کے اپنے تقویٰ کا ناقابل تردید اظہار کر دیں تو عوام کی خوشحالی اور قوم کی خوش بختی ہمارا مقدر ٹھہرے گی۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم ایک دفعہ اہم اپنے قول و فعل سے اپنے حقیقی مالک کو اپنا واقعی رب تسلیم کر لیں اور پھر اس عہد بندگی پر بحیثیت قوم ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کے لئے فرشتوں کو بھی نازل فرما دے گا جو ہمیں "ولا تھنوا ولا تحزنوا......" کی بشارتیں دیں گے مگر ہمیں ایمان اور تقویٰ کی شرائط کو تو پورا کرنا ہو گا۔ شریعت الٰہی کی پابندی اختیار کرنے کے اسی عزم بالجزم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ملک و قوم کی خوشحالی کے لئے آسمان و زمین سے اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دے گا، اس لئے کہ رب کائنات کا یہ پختہ وعدہ ہے۔ دیر صرف ہماری جانب سے ہو رہی ہے۔ اگر ہم قرآن و سنت کی حاکمیت کو عملاً قبول کر لیں تو پھر اللہ کی رحمتیں اور فرشتوں کی مدد قطار اندر قطار ہمارے شامل حال ہو جائے گی۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

بقیہ : آزاد کشمیر

کیسٹ لگایا گیا اس میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے خلافت کی حقیقت اور عہد حاضر میں اس کا دستوری خاکہ واضح کیا۔ 27/ جون کو بعد نماز فجر معمول کے پروگرام ہوئے۔ تقریباً ساڑھے دس بجے کے بعد نماز جمعہ کے لئے تیاری کی گئی۔ دو مساجد کے باہر مکتبہ لگایا گیا اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ نماز عصر کے بعد مختصر دعوت دینے کے لئے لوگوں سے رابطہ کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ویڈیو کیسٹ بعنوان تنظیم اسلامی کا تعارف لگایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے خطاب سے رفقاء میں ایک نیا عزم و حوصلہ پیدا ہوا۔ 28/ جون کو نماز فجر کے بعد معمول کے پروگرام کے بعد سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ بعد ازاں رفقاء کے تاثرات جاننے کے لئے پروگرام ہوا۔ مشورہ کے بعد میرپور میں نیا اسرہ قائم کر دیا گیا۔ محترم قاری شبیر احمد صاحب نے اسرہ کے نقیب کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ اس نئے اسرہ میں قاری فضا الرحمٰن، شکیل احمد، محمد شکیل اور محمود اختر ابو نمی والے شامل ہوں گے۔ قاری فضا الرحمٰن اور محمود اختر صاحب خاص طور پر شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کھانے پینے اور دیگر انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ فضا الرحمٰن نے تجوید و قراءت بڑی محنت کے ساتھ پڑھائی۔ بھائی رؤف اکبر اور بھائی اور نگزیب بھی شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے سات دن خوب محنت سے کام لیا۔ سب سے زیادہ شکریے کے مستحق جامعہ صدیقیہ کے نائب مہتمم مولانا عبدالشکور صاحب ہیں جنہوں نے جامعہ میں نہ صرف پروگرام منعقد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ ہر طرح کی سہولیات کا بھی بندوبست کیا۔ اللہ تعالیٰ جامعہ کے مہتمم، اساتذہ و طلبہ کو تعاون علی البر پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ دعا ہے کہ جامعہ کے فیوض میں ترقی ہو آمین۔

رپورٹ : غلام سلطان، نقیب اسرہ کھوترہ